قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَذَّبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ پر
جان بوجھ کر جھوٹ بولتا ہے وہ اپنا ٹھکانا جہنم بنالے



فیضان امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

مشہور موضوع روایات کا تحقیقی جائزہ



مصنف علامہ مولانا دانش حنفی
صاحب قبلہ ہلدوانی

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَذَّبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہُ مِنَ النَّارِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولتا ہے وہ اپنا ٹھکانا جہنم بنا لے

مشہور موضوع روایات کا تحقیقی جائزہ

مصنف علامہ مولانا دانش حنفی
صاحب قبلہ ہلدوانی

شرف انتساب

فقیر اپنی اس کاوش کو اپنے آقا مولا سراج الامہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرتا ہے
جن کے فیض کرم نظر عنایت نے
اس ذرہ ناچیز کو تابندگی بخشی

فقط

اسیر بارگاہ امام اعظم ابو حنیفہ
محمد دانش الحنفی القادری
09917420179

نام کتاب- مشہور موضوع روایات کا تحقیقی جائزہ

مصنف - علامہ دانش حنفی صاحب قبلہ ہلدوانی
واٹسیپ نمبر-09917420179

کمپوزنگ پی ڈی ایف - ارشاد احمد انصاری بنارس

سن اشاعت- 2021

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

حضرت حافظ و قاری محمد سراج حنفی قادری مجھولی جبلپور
و قاضی امام مسجد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ و مدرس مدرسہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

الحمدلله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد المرسلين، وعلى اله واصحابه الطيبين،

تمہید :

دین اسلام اللہ عزوجل کا آخری اور سرمدی دین ہے، جو قیامت تک آنے والی نوع انسانی کی ہدایت کے لیے اتارا گیا ہے، اس دین کے احکامات و ہدایات کے لیے اللہ تعالیٰ نے دو سرچشمے عطا فرمایا ہے ایک کتاب اللہ اور دوسرا سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ،اس دین کو چونکہ تاقیامت باقی اور محفوظ رکھنا تھا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود لے لی چنانچہ ارشاد ربانی ہے

انا نحن نزلنا الذكر وانا له لحافظون

(بیشک ہم نے اس قرآن کو نازل کیا ہے اور بیشک ہم خود اس کی حفاظت کرنے والے ہیں)

سورہ حجر ایت نمبر ۹ پارہ ۱۴

احادیث نبویہ قرآن کریم کی تشریح و تفسیر ہیں اس لیے قرآن کی حفاظت، حدیث کی حفاظت کو بھی متضا من ہے، البتہ اللہ تعالیٰ نے دونوں کی حفاظت کی نوعیت الگ الگ رکھی ہے

قرآن کریم کو خداوند تعالیٰ نے اس طرح محفوظ رکھا اس کے لیے الفاظ ومعانی، حروف و کلمات، حرکات سکنات میں کسی طرح کی کوئی تبدیلی نہیں آئی۔

احادیث کی حفاظت رجال ورواۃ کے ذریعہ فرمائی، اس لیے اس کے الفاظ، اگرچہ محفوظ نہ رہے، تاہم اس کا مفہوم و مضمون مکمل طور پر محفوظ رکھا ہے

چنانچہ حدیث کی حفاظت کا سلسلہ من جانب اللہ جاری و قائم کیا گیا اور حدیث کو سینوں اور سفینوں میں محفوظ کرنے کا ایک حیرت انگیز نظام جاری ہوا اور سیکڑوں ہی نہیں؛ بلکہ ہزاروں لوگ ہر دور میں اس خدمت میں لگے رہے اور اس عظیم سرمایے کو محفوظ کرتے گئے حفظ حدیث کا یہ سنہرا دور حضراتِ صحابہ ہی سے شروع ہو گیا اور پھر بعد کے ادوار میں مسلسل کئی صدیوں تک جاری رہا، بڑے بڑے رجال کار ائمہ پیدا ہوئے اور انہوں نے اس خدمت کو مقصد حیات بنالیا، اس کے لیے سفر و حضر کے تمام مواقع اپنائے اور کسی موقع کو ہاتھ سے جانے نہ دیا، اس لیے مصائب و تکالیف مشقت وشدائد کو برداشت کیا اور اس راہ میں پیش آنے والی کسی بڑی سے بڑی پریشانی و مصیبت کو اس میں حائل نہیں سمجھا؛ بلکہ سب کو راہ سے ہٹاتے چلے گئے۔

لیکن ایک جانب اگر حدیث رسول کے تحفظ کا سامان پیدا ہو رہا تھا، تو دوسری جانب کچھ عاقبت نااندیش من مانی باتوں کو حدیث کے نام سے لوگوں میں متعارف کرا رہے تھے اور اس طرح ان جھوٹے لوگوں نے حدیث رسول میں ملاوٹ کا کاروبار جاری کر دیا تھا، جو ظاہر ہے کہ حدیث رسول کے اس عظیم سرمایے میں خلل انداز ہونے والا تھا لہذا من جانب اللہ حدیث رسول کو اس خرد برد سے محفوظ اور جھوٹ کی ملاوٹ سے پاک رکھنے کے لیے، ایک دوسرا انظام سامنے لایا گیا اور وہ یہ تھا کہ ایک مستقبل علم اصول حدیث،، کے نام سے جاری کیا گیا اور اس کی ایک شاخ علم اسماء الرجال،، یا علم الجرح والتعویل ،، وجود میں آئی اور اس کے ماہرین ومحصنین کو منصہ شہود،، پر جلوہ گر کیا گیا:

تاکہ من گھڑت حدیث اور سچی حدیث میں امتیاز قائم رہے اور حدیث نبوی خرد برد کے عادی پنجوں کی دست درازیوں سے محفوظ ہو اور دین کا یہ مقصد تا قیامت صحیح وسالم باقی رہے

مگر یہ دور بہت ہی نازک ہے جس کو دیکھو وہی حدیث کو نہ جانتے ہوئے بیان کرتا ہے

اور تحقیق ہو بھی جائے تو یہی کہتا ہے ہم نے تو بہت سے لوگوں سے سنی ہے یہ موضوع و من گھڑت کیسے ہوئی اور اپنی بات پر اٹل رہتا ہے یہ حال ہے آج کے زیادہ تر اسٹیج کے خطیبوں کا

یہی حالات کو دیکھتے ہوئے علامہ دانش حنفی صاحب قبلہ ہلدوانی نے اس پر ایک سال قبل انٹر نیشنل دارالافتاء گروپ میں ملک وبیرون ملک علماء کرام کی ایک بڑی تعداد ہے جس پر بہت ہی عمدہ کوشش کی عوام وخاص کے ذہن میں یہ بات پہچائی مشہور موضوع روایات کا تحقیقی جائزہ کے نام سے ایک کتاب تصنیف کی جائے تاکہ یہ محنت محفوظ رہے اور لوگوں کے علم میں اضافہ کا سبب بنےاور لوگوں کے اعتراضات کا جواب بھی دیا اور عوام نے تسلیم بھی کیا

الحمدللہ جب یہ کتاب مشہور وموضوع روایات کا تحقیقی جائزہ کا مطالعہ کیا تو یہی دعاء نکلی کہ اللہ تعالیٰ حنفی صاحب کی محنت کو قبول فرمائے آمین

اور یہ کتاب جب منظر عام پر آئے گی تو زلزلہ ائے گا نہ ماننے والوں کو

اللہ تعالیٰ حق کو قبول کرنے اور سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے

آمین ثم آمین یا رب العالمین

فقط والسلام

دعاؤں کا طالب

سراج حنفی مجھولی جبلپوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حروف آغاز

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

نبی کریم کی ذات پاک جس طرح تمام دنیا کے لیے رشد و ہدایت ہے اور آپ کا وجود مسعود پوری کائنات کے لیے جس طرح سراپا سراپا رحمت ہے اسی طرح آپ کی مبارک حدیث و سنت اور اسوہ حسنہ امت کے لیے مشعل اصلاح وفلاح ہے نبی کی اطاعت پیروی باعث فلاح کامیابی ہے

جہنم سے نجات جنت کی ضمانت ہے ہم پر لازم ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو اپنی زندگی میں نافذ کریں گناہوں سے بچ کر نیکیوں والی زندگی گزاریں تاکہ اللہ اور رسول ہم سے راضی ہو جائیں

لہذا جو عظمت تقدس اور جو ادب و احترام مقام نبوت کا ہے وہی کلام نبوت کا بھی ہے حدیث بیان کرتے اور سنتے وقت ادب و احترام کرنا ہم پر ضروری ہے امام مالک رحیمہ اللہ درس حدیث کا نہایت ہی اہتمام فرماتے غسل کرکے عمدہ صاف لباس پہنتے پھر خوشبو لگا کر مسند درس پر بیٹھ جاتے ایک دفعہ دوران درس بچھو آپ کو ڈنگ مارتا رہا اس پیکر عشق و محبت کے جسم میں کوئی اضطراب نہیں آیا انہاک و استغراق کے ساتھ اپنے محبوب کی دلکش روایات دلنشین احادیث بیان کرتے رہے

حضور علیہ السلام کے پردہ کر جانے کے بعد بھی آپ کی احادیث سننے پڑھنے کے وقت یہی ادب چاہیے اور یہی آدب و عشق کا تقاضہ ہے محبوب کی ہر بات ادب و احترام کے ساتھ بیان کریں

ادب کے ساتھ سنی اور پڑھی جائے
مگر افسوس آج وہ ادب و احترام نہ رہا جیسا ہمارے اسلاف میں
تھا آج خطبہ حضرات بیان کرتے وقت خوب چٹکلے چھوڑتے ہیں خود
بھی خوب ہنستے ہیں ساتھ میں عوام کو بھی ہنساتے ہیں اور بعض
تو بہت کود کر بیان کرتے ہیں اور دیکھنے میں یہ بھی آیا ہے بیان
کرتے وقت اپنا عمامہ شریف پھیک دیا ساتھ ہی مائک بھی پھیک
دیا سوشل میڈیا کا دور ہے اس لیے یہ مناظر دیکھنے کو ملتے رہتے
ہیں بلکہ ایک منظر تو یہ بھی دیکھنے میں آیا بیان کرتے وقت اپنا
کرتہ اتار دیا یہاں تک اپنا پجامہ تک اتار دیا کیا دینی مجلس کا
یہی ادب ہوتا ہے کیا ہمارے اسلاف کا یہی طریقہ تھا نہیں ہر گز
نہیں جب ہم خود اسٹیجو سے
ایسی حرکتیں کریں گے تو اس حرکت سے عوام کو کیا تاثر جائے
گا کیا ایسی حرکتوں سے عوام کے دلوں میں علماء کی عزت کم نہیں
ہوگی لبرل کہلانے والے لوگوں کو کیا اس حرکت سے علماء پر
انگشت نمائی کا موقع نہیں ملے گا اللہ کریم کی بارگاہ میں دعا گو
ہوں ہمیں دینی مجالس اور حدیث نبوی کی ادب کرنے کی توفیق عطا
فرمائے دینی مجالس کو تمام خرافات سے بچا کر پاکیزہ مہذب طریقے
سے سجانے کی توفیق عطا فرمائے

تقریظ

از قلم: خلیفۂ حضور تاج الشریعہ حضرت مولانا **محمد طفیل احمد** مصباحی، سابق مدیر ماہنامہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی

اسلام کے عقائد و اعمال اور شریعتِ مطہرہ کے جملہ اقوال و ارشادات کی بنیاد قرآن و سنت پر ہے۔ قرآن و احادیث قیامت تک کے لیے تمام بنی نوعِ انساں کے لیے سراپا ہدایت اور مشعلِ راہِ نجات ہیں۔ ان دونوں کی حیثیت چوں کہ شرعی ماخذ کی ہے، اس لیے ان کا یقینی و قطعی ہونا ضروری اور ہر قسم کے شک و ارتیاب سے پاک ہونا لازمی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ:

و کل صغیر و کبیر مستطر. اور "و ما یعزب عن ربك من مثقال ذرة فی الارض و لا فی السماء و لا اصغر من ذالك و لا اکبر الا فی کتاب مبین"

کے مطابق اگرچہ قرآن مقدس میں ہر چھوٹی بڑی شے اور ہر خشک و تر کا بیان موجود ہے، بایں ہمہ اس کی حیثیت متن کی ہے اور حدیث اس کی شرح و تفسیر ہے۔ حدیث کی شرعی و آئینی حیثیت مسلم ہے۔ دینِ اسلام کے تمام احکام و قوانین اور جملہ امور و معاملات اسی سے ماخوذ و مستنبط ہیں۔

احادیثِ مبارکہ آپ ﷺ کی حیاتِ ظاہری میں اگرچہ موجودہ ہیئت و کیفیت کے ساتھ مدون نہیں ہوئی تھیں، تاہم صحابۂ کرام اور ان کے بعد تابعین و اتباعِ تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین ان کی حفاظت و صیانت کا خاص اہتمام فرماتے اور راویانِ حدیث آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم

و ارشاد کی روایت میں غایت درجہ حزم و احتیاط سے کام لیتے۔ خلیفۂ سوم حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد امتِ مسلمہ ہی نت نئے فتنوں نے سر اٹھانا شروع کیا۔ صغار تابعین عظام کے دور میں سیاسی اور مذہبی فتنے اتنی شدت کے ساتھ رونما ہوئے کہ ان پر قابو پانا مشکل ہو گیا۔ ان فتنوں میں سے ایک فتنہ "وضعِ حدیث" کا بھی تھا، جس کی سرکوبی کے لیے ائمۂ محدثین میدانِ عمل میں آئے اور اپنی بے پناہ علمی صلاحیتوں اور قربانیوں سے اس فتنے کا گلا گھونٹ دیا۔
وضعِ حدیث کے فتنے کو روکنے کے لیے حضراتِ محدثین نے روایت اور درایت دونوں مورچوں پر کام کیا۔ احادیث کی جمع و تدوین کے ساتھ فن جرح و تعدیل، اسمائے رجال، عللِ حدیث اور نقدِ رجال کے اصول و قوانین وضع کیے۔ رواۃ ثقات و ضعفا پر کتابیں تصنیف کیں اور مجروح رواۃ کے عیوب بیان کیے۔ حدیثِ صحیح و حسن اور ضعیف و موضوع کی معرفت کے لیے اصول و شرائط وضع کیے۔
غرض کہ احادیثِ طیبہ کی حفاظت و صیانت کا غیر معمولی اہتمام کیا گیا، تاکہ شریعتِ اسلامیہ کا یہ دوسرا اہم ماخذ شکوک و شبہات اور اوہام و خرافات سے محفوظ رہ سکے۔ احادیث کی روایت و درایت، حفاظت و صیانت، جرح و تعدیل اور اسمائے رجال کی بابت امت مسلمہ کو جو خصوصیت اور اعزاز حاصل ہے، دنیا کو کوئی قوم اس معاملے میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

وضعِ احادیث کے اغراض و مقاصد :

عوام میں موضوع احادیث اور من گھڑت روایات کے پھیلنے کے بہت سارے اسباب و وجوہ ہیں اور ان کے پھیلانے والے مختلف گروہ ہیں۔

۵

لوگوں نے دینی و سیاسی و مسلکی اغراض و مقاصد کے تحت احادیث گڑھی ہیں۔
محدثِ جلیل حضرت علامہ عبد الحیٔ فرنگی محلی علیہ الرحمہ
"الآثار المرفوعہ فی الاحادیث الموضوعہ"
کے مقدمہ میں اس حوالے سے تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔ حدیث وضع والے مختلف فرقوں کا ذکر کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں :

الثامن : قوم حملهم على الوضع قصد الاغراب و الاعجاب و هو كثير فى القصاص و الوعاظ اللذين لا نصيب لهم من العلم و لا حظ لهم من الفهم ــ فان كثيرا من الزهاد كانوا جاهلين غير مميز ين بين ما يحل لهم و ما يحرم عليهم. فكانوا يظنون ان وضع الاحاديث ترغيبا و ترهيبا لا باس به بل هو واجب للاجر؛ الا ترى الى عباد زماننا ممن لم يمارس العلوم و لم يوفق لخدمة ارباب الفهم كيف انهمكوا فى ارتكاب البدعات ظنا منهم ان ارتكابها من الحسنات.

(الآثار المرفوعہ فی الاحادیث الموضوعہ، ص:18، مطبوعہ: دار الکتب العلمیہ، بیروت)

یعنی موضوع روایات گڑھنے والوں میں ایک گروہ ان واعظوں اور گویّوں کا بھی ہے ، جن کو نہ علم ہے اور نہ فکر و فہم ۔ ان کا مقصد عجیب و غریب باتیں عوام میں پھیلانا ہے اور اسی مقصد کے تحت وہ احادیث گڑھتے ہیں .... اسی طرح بہت سارے جاہل صوفیہ اور زاہدانِ خشک جنھیں حلال و حرام کی تمیز نہیں ہے ، وہ گمان کرتے ہیں کہ ترغیب و ترہیب (بشارت و عید) سے متعلق احادیث گڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے ، بلکہ یہ باعثِ اجر اور کارِ ثواب ہے ۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ آج کل کے بے عمل زہاد و عباد جنھوں نے نہ اکتسابِ علوم کیا ہے اور نہ اربابِ علم و فہم کی صحبت اٹھائی ہے ، وہ طرح طرح کی بدعات و خرافات میں ملوث ہیں اور انہیں داخلِ حسنات گردانتے ہیں ۔

علامہ حافظ ابن صلاح نے بھی اس قسم کے گروہ کی نشان دہی فرمائی ہے ، چنانچہ وہ لکھتے ہیں :

و الواضعون للحدیث اصناف ، و اعظم ضررا قوم من المنسوبین الی الزھد وضعوا الحدیث احتسابا فیما زعموا فتقبل الناس موضوعاتھم ثقة منھم بھم و رکونا الیھم . ثم نھضت جھابذة الحدیث بکشف عوارھا و محو عارھا و الحمد للہ

(مقدمہ ابن صلاح ، ص : 99، دار الفکر ، بیروت)

ملاحدہ و زنادقہ نے دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں فتنہ و فساد برپا کرنے اور احکامِ شرع کو باہم خلط ملط کرنے کی غرض سے ہزاروں احادیث وضع کیں ۔ یہ لوگ در اصل ان یہود و نصاری کے چیلے چپاٹے تھے جنہوں نے آسمانی کتابوں میں تحریفیں کیں اور حسبِ منشا ان میں حذف و اضافہ کا افسوس ناک کام انجام دیا۔ حضرت حماد بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں : وضعت الزنادقۃ اربعۃ آلاف حدیث ۔ جعفر بن سلیمان سے مروی ہے کہ انہوں نے مہدی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ان کے سامنے ایک زندیق اس بات کا اعتراف کیا کہ اس نے چار سو حدیثیں گڑھی ہیں اور وہ لوگوں میں رائج و متداول ہو چکی ہیں ۔ نیز غلو فی الدین اور مسلک تعصب کے زیرِ اثر اہلِ تشیع نے مناقبِ اہلِ بیت میں چار لاکھ حدیثیں وضع کیں ۔ نعوذ باللہ من ذالک !!

اغراض و مقاصد کے لحاظ سے وضّاعین یعنی احادیث گڑھنے والوں کی مختلف قسمیں ہیں، جیسا کہ الآثار المرفوعۃ میں مرقوم ہے :

الاول :قوم من الزنادقة قصدوا افساد الشريعة و ايقاع الخلط و الخبط فى الامة ــ والثانى : قوم كانوا يضعون الاحاديث فى الترغيب و الترهيب ليحثوا الناس على الخير و يزدجروهم عن الشر و اكثر الاحاديث صلوات الايام و الليالى من وضع هاؤلاء ــ الثالث :قوم كانوا يقصدون وضع الاحاديث

نصرة لمذاهبهم ـ والرابع : قوم استجازوا وضع الاسانید لکل کلام حسن زعما منهم ان الحسن کله امر شرعی لا باس بنسبته الی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ـ الخامس : قوم حملهم علی الوضع غرض من اغراض الدنیا کالتقرب الی السلطان و غیره ـ السادس : قوم حملهم علی الوضع التعصب المذهبی و التجمد التقلیدی ، کما وضع مامون الهروی حدیث :من رفع یدیه فی الرکوع فلا صلوٰۃ له ـ و السابع : قوم حملهم علی الوضع حبهم الذی اعماهم و اصمهم کما وضعوا فی مناقب اهل البیت و مثالب الخلفاء الراشدین و معاو یة و غیرهم و وضعوا احادیث فی مناقب ابی حنیفة .و من هذا القبیل الاحادیث الموضوعه فی مناقب البلدان و ذمها و الاحادیث الموضوعة فی فضل اللسان الفارسیة و ذمها ، کحدیث :لسان اهل الجنة العربیة و الفارسیة الدر یة

ترجمہ : واضعینِ حدیث میں پہلا گروہ زنادقہ کا ہے جس نے شریعت میں فساد اور امت میں خلط پیدا کرنے کی غرض سے احادیث وضع کی ـ دوسرا گروہ وہ ہے جس نے لوگوں کو بھلائی کی طرف مائل کرنے اور برائی سے روکنے کے لیے ترغیب و ترہیب سے متعلق احادیث وضع کی ـ تیسرے گروہ نے اپنے مذہب و مسلک کی تائید و حمایت کی

غرض سے یہ کام کیا۔ چوتھے گروہ نے ہر اچھے کلام کے لیے وضعِ احادیث کی طرح ڈالی یہ گمان کرتے ہوئے کہ ہر قسم کا کارِ حسن ایک امرِ شرعی ہے، لہٰذا اس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ واضعینِ حدیث کا پانچواں گروہ ان لوگوں کا ہے جنہوں نے دنیاوی غرض مثلاً بادشاہوں کا تقرب حاصل کرنے کے لیے حدیث گڑھی۔ چھٹا گروہ وہ ہے جس نے مذہبی تعصب اور تقلیدِ جامد کے باعث ایسا گھناؤنا کام انجام دیا۔ جیساکہ مامون ہروی نے یہ حدیث: جس نے رکوع میں رفعِ یدین کیا، اس کی نماز نہیں ہوئی۔ ساتواں گروہ وہ ہے جسے مذہبی شخصیات کی محبت نے اندھا اور اور بہرا کر دیا ہے اور اس نے اہلِ بیت کے مناقب اور دیگر خلفائے راشدین و حضرت امیر معاویہ کی برائی میں (معاذ اللہ) احادیث وضع کی۔ نیز بہت سارے لوگوں نے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کی شان میں حدیث وضع کی۔ اسی طرح مختلف شہروں کی فضیلت و مذمت اور فارسی زبان کی فضیلت و مذمت میں حدیثیں کثرت سے ایجاد کی گئیں۔

(الآثار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ، ص: 12 تا 17، ناشر: دار الکتب العلمیہ، بیروت)

موضوع حدیث کی روایت کا حکم:

شیخ الاسلام امام ابو عمرو عثمان بن عبد الرحمٰن شہزوری معروف بہ ابن صلاح "موضوع حدیث" کی تعریف اور اس کا حکم بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

معرفة الموضوع و هو المختلق المصنوع. اعلم ان الحديث

الموضوع شر الاحادیث الضعیفه و لا تحل روایته لاحد علم حاله فی ای معنی کان الا مقرونا ببیان وضعه ،بخلاف غیره من الاحادیث الضعیفه التی یحتمل صدقها فی الباطن ،حیث جاز روایتها فی الترغیب والترہیب علی ما نبینه قر یبا ان شاء اللہ تعالی،

(علوم الحدیث معروف بہ مقدمہ ابن صلاح، ص:98،دار الفکر، بیروت)

ترجمہ:حدیثِ موضوع کی معرفت۔ موضوع، گڑھی ہوئی حدیث کو کہتے ہیں۔جاننا چاہیے کہ حدیثِ موضوع، ضعیف احادیث کی بدترین قسم ہے۔ جس شخص کو اس کے موضوع ہونے کا علم ہے،اس کے لیے اس کی روایت کسی بھی صورت جائز نہیں۔ہاں !اس کی وضعیت ظاہر کرنے کے بعد اس کی روایت کی جاسکتی ہے۔ موضوع کے برعکس دیگر ضعیف احادیث کے نفس الامر میں صادق ہونے کا امکان و احتمال ہے۔یہی وجہ ہے کہ ترغیب وترہیب میں ضعیف احادیث کی روایت جائز ہے،جسے ہم عنقریب بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

حضرت امام نووی علیہ الرحمہ شرحِ صحیح مسلم میں لکھتے ہیں:

یحرم روایۃ الحدیث الموضوع علی من عرف کونہ موضوعا او غلب علی ظنہ وضعہ ،فمن رویٰ حدیثا علم او ظن وضعہ ولم یبین حال روایۃ وضعہ فھو داخل فی ھذا الوعید و مندرج

فی جملة الکاذبین علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یعنی جس شخص کو حدیث کے موضوع ہونے کا علم یا ظن غالب ہو اور اس کے باوجود اس کی وضعیت ظاہر کیے بغیر وہ اس کی روایت کرے تو یہ حرام ہے اور اس شخص کا شمار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنے والوں میں ہوگا۔

(شرح صحیح مسلم للنووی، جلد اول، ص:71، المطبعة الازھریة، مصر)

حدیث وضع کرنا گویا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی بات منسوب کرنا ہے اور یہ سخت حرام ہے۔ جب ایک عام انسان پر جھوٹا الزام لگانا اور اس کی طرف جھوٹی بات منسوب کرنا ناجائز ہے تو وہ ذاتِ گرامی جس کا ہر قول و فعل عینِ شریعت اور جس کا کلام وحیِ الہٰی ہے، اس کی طرف کذب کی نسبت کرنا اور جھوٹی حدیث گڑھ کر اس کی طرف منسوب کرنا، کتنا سنگین جرم اور سخت ترین گناہ ہوگا۔ موضوع حدیث کا تعلق خواہ احکام سے ہو یا ترغیب و ترہیب اور مواعظ و رقاق سے، یہ من کل الوجوہ حرام، گناہ کبیرہ اور اقبح القبائح ہے۔ اس کی حرمت و قباحت پر تمام محدثین کا اجماع و اتفاق ہے۔

امام نووی اس حوالے سے ارشاد فرماتے ہیں:

لا فرق فی تحریم الکذب علیه صلی اللہ علیه وسلم بین ما کان فی الاحکام و ما لا حکم فیه کالترغیب و الترہیب و المواعظ و غیر ذالك فکله حرام من اکبر الکبائر و اقبح القبائح

۱۲

باجماع المسلمين الذين يعتد بهم فى الاجماع .

(شرح صحیح مسلم للنووی ، جلد اول ، ص :70 ، مطبوعہ : المطبعۃ الازھریۃ ، مصر)

لہٰذا روایتِ حدیث میں غایت درجہ حزم و احتیاط ضروری ہے اور سندِ حدیث و متنِ حدیث کی تحقیق و تنقیح لازمی ہے ۔ آج تو درایتِ حدیث کا کافی حد تک فقدان نظر آتا ہے اور جہاں تک روایتِ حدیث کی بات ہے تو اس میں بھی بہت غفلت برتی جاتی ہے ۔ جس کو دیکھو وہ قال قال رسول اللہ کہتا نظر آتا ہے اور ہر قسم کی صحیح و سقیم ، غایت درجہ ضعیف اور بعض اوقات موضوع حدیث بیان کرتا پھرتا ہے ۔ اس معاملے میں موجودہ پیشہ ور واعظین اور نام نہاد مقررین کچھ زیادہ ہی ملوث نظر آتے ہیں ۔ موضوع احادیث کو فروغ دینے میں کل بھی اس قسم کے قصّاص و واعظین نے افسوس ناک کردار ادا کیا تھا اور آج بھی یہ کام انجام دے رہے ہیں ۔ الامان و الحفیظ ! آج کل فیس بک ، واٹس ایپ اور دیگر برقی سائٹ پر حدیث کے نام پر ایسی ایسی باتیں لکھی ہوتی ہیں کہ اللہ کی پناہ ! قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ آخری زمانے ایسے لوگ بھی پیدا ہوں گے جو آپ کے سامنے ایسی ایسی باتیں پیش کریں گے جن سے نہ آپ کے کان آشنا ہوں گے اور نہ آپ کے آبا و اجداد کے ۔ اللہ کے رسول جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ایسے لوگوں سے دور رہنے کا حکم دیا ہے ، تاکہ ہم ضلالت و گمرہی اور فتنوں سے محفوظ رہ سکیں ۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں :

يكون فى آخر الزمان دجالون كذابون ياتونكم من الاحاديث بما لم تسمعوا انتم و لا آباءكم فاياكم و اياهم لايضلونكم و لا يفتنونكم .

(صحيح مسلم شريف مع شرح النووى ، جلد اول ، ص : 78 ، 79 ، ناشر : المطبعة الازهرية ، مصر)

حضرت امام مسلم رحمة الله عليه " مقدمۂ صحيح مسلم " میں لکھتے ہیں :

واعلم وفقك الله تعالىٰ ان الواجب على كل احد عرف التمييز بين صحيح الروايات و سقيمها و ثقات الناقلين لها من المتهمين ان لا يروى منها الا ما عرف صحة مخارجه

یعنی ہر شخص پر صحیح و سقیم (ضعیف و موضوع) روایات کے درمیان فرق و امتیاز کرنا ضروری ہے۔ ناقلینِ احادیث ثقہ ہیں یا متہم بالکذب ؟ اس پر بھی نظر رکھنا ضروری ہے۔ صحتِ مخارج کی معرفت کے بغیر حدیث کی روایت درست نہیں۔

موضوع احادیث کی علامات :

احادیث کی تحقیق و تنقیح میں مہارتِ تامہ رکھنے والے محدثین نے موضوع احادیث اور من گھڑت روایات کی کچھ علامتیں بیان کی ہیں ،

جن کے سہارے حدیث کی موضوعیت کا حال دریافت کیا جا سکتا ہے اور ان کی روشنی میں کسی کی طرف سے پیش کردہ احادیث کی صحت و وضع کا کچھ حد تک اندازہ لگایا جا سکتا ہے ۔ حافظ ابنِ صلاح کے بقول : " حدیث کا موضوع ہونا کبھی واضع کے صریح اقرار سے ظاہر ہوتا ہے یا ایسے قول سے جو اقرار کے قائم مقام ہو ۔ اسی طرح کبھی راوی و مروی کا حال اور حدیث کے الفاظ و معانی کی رکاکت (ناشائستگی) اس کے موضوع ہونے پر قرینہ ہوتا ہے " ۔

علاماتِ وضع کبھی سند میں ہوتی ہیں اور کبھی متن میں ۔ راوی کذاب یا معروف بالکذب ہو اور اس کے علاوہ کسی دوسرے راوی نے اس حدیث کی روایت نہ کی ہو تو اس کی بیان کردہ حدیث باعتبارِ سند موضوع ہو گی ۔ اسی لیے حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی نے " مقدمۂ مشکات " میں موضوع کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے : حدیث المطعون بالکذب یسمیٰ موضوعا . یعنی مطعون بالکذب کی حدیث موضوع ہے ، خواہ نفس الامر میں وہ موضوع نہ ہو ۔ حدیث باعتبارِ متن اس وقت موضوع ہوتی ہے کہ اس کے الفاظ یا معانی میں رکاکت ہو ۔ جو حدیث صریح قرآنی آیات کے خلاف ہو اور قابلِ تاویل نہ ہو ، وہ موضوع ہے ۔ مثلاً : یہ حدیث : ولد الحرام سات پشتوں تک جنت میں نہیں جائے گا ۔ یہ حدیث ، آیت کریمہ : و لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ کے خلاف ہے ۔ اسی طرح جو حدیث صریح سنتِ متواترہ مشہورہ کے خلاف ہو یا قرآن و حدیث سے ماخوذ اصول و قواعد کے معارض ہو ، وہ بھی موضوع ہے ۔ اسی طرح جو حدیث مبالغہ آمیز سزا و جزا پر مشتمل ہو / یا عہدِ رسالت کے معروف تاریخی حقائق یا اجماعِ امت کے خلاف ہو ، وہ بھی از قبیلِ موضوعات ہے ۔

نیز کسی مشہور واقعہ کو صرف ایک راوی کا روایت کرنا یا حدیث کا راوی کے مسلک و عقیدہ کے مطابق ہونا بھی اس کے موضوع ہونے کی دلیل سمجھی جاتی ہے ۔

ان کے علاوہ حدیث کے موضوع ہونے کی چند علامتیں یہ ہیں :

(1) حدیث میں ایسی نا معقول بات کہی گئی ہو جس کی تائید و توثیق دیگر احادیث و آثار سے نہ ہوتی ہو ۔ مثلاً : یہ حدیث " جس نے ایک بار کلمۂ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا ، اللہ اس کلمے کی برکت سے ایک پرندہ پیدا کرے گا ، جس کی ستر ہزار زبانیں ہوں گی ۔ ہر زبان پر ستر ہزار بولیاں جاری ہوں گی اور وہ پرندہ قائل کے حق میں دعائے مغفرت کرتا رہے گا ۔ یا جس نے فلاں نیک عمل کیا ، اسے جنت میں ستر ہزار شہر دیے جائیں گے ۔ ہر شہر میں ستر ہزار محل ہوں گے اور ہر محل میں ستر ہزار حوریں اس کے لیے ہوں گی ۔

(2) حدیث میں حسی مشاہدہ اور خارجی حقیقت کے خلاف بات کہی گئی ہو ۔ اس کی مثال یہ حدیث ہے : " بینگن میں ہر بیماری سے شفا ہے ۔" یہ بات خلافِ حقیقت ہے اور کسی احمق حکیم یا بینگن کے تاجر نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف منسوب کر دیا ہے ۔ (3) حدیث میں بیہودہ سی بات بیان کی گئی ہو ۔ مثال کے طور پر یہ حدیث کہ " چاول اگر انسان ہوتا تو بڑا ہی بردبار ہوتا ، جو اسے کھاتا ہے سیر ہو جاتا ہے " ۔ ایسی بیہودہ باتیں تو عام معقول لوگ بھی نہیں کرتے ، چہ جائے کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ایسی بات کریں ۔ (4) حدیث میں ظلم یا برائی کی تلقین کی گئی ہو ۔ ایسی تمام احادیث جن میں دین و مذہب کی تعلیمات کے خلاف باتیں بیان کی

گئی ہوں ، ان کا موضوع ہونا ظاہر ہے ۔ (5) حدیث میں کوئی باطل بات کہی گئی ہو ۔ مثلاً : یہ من گھڑت حدیث ہے کہ "آسمان پر جو کہکشاں دکھائی دیتی ہے وہ عرش کے نیچے موجود ایک سانپ کی پھنکار سے بنتی ہے" ۔ یا "جب اللہ تعالی ناراض ہوتا ہے تو وحی کو فارسی زبان میں نازل کرتا ہے اور جب خوش ہوتا ہے تو عربی زبان میں وحی نازل فرماتاہے" ۔ (6) حدیث انبیائے کرام علیہم السلام کے کلام کے مشابہ نہ ہو ۔ (7) حدیث اطبا کے کلام سے مشابہ ہو ۔ جیسے : ہریسہ کھانے سے کمر مضبوط ہوتی ہے یا مچھلی کھانے سے جسم کمزور ہوتا ہے ۔ (8) حدیث میں مخصوص ایام کی خاص نمازوں کا ذکر ہو ۔ لوگوں کی رغبت کے لیے مخصوص ایام جیسے جنگ احد کے دن ، اتوار کی رات ، پیر کے دن ، غرض کہ ہر موقع کے لیے ایک مخصوص نماز سے متعلق حدیثیں وضع کی گئی ہیں ۔ خاص ایام اور خاص راتوں کے بارے میں جو نوافل اور نمازوں کا ذکر ہے ، یہ زیادہ تر صوفیۂ کرام کے اقوال و افعال سے ماخوذ ہیں ۔ ان نفوسِ قدسیہ کی تقلید کرتے ہوئے مخصوص ایام میں ان نوافل کی ادائیگی درست ہے کہ یہ کارِ ثواب اور بلندیِ درجات کا سبب ہے ۔ لیکن انہیں حدیث سمجھ کر ادا نہ کریں ۔ (9) حدیث میں کسی خاص گروہ کی برائی بیان کی گئی ہو ۔ جیسے : وہ احادیث جن میں اہل سوڈان کی برائی بیان کی گئی ہے ۔ اسی طرح ترکوں ، مخنثین اور غلاموں کی برائی سے متعلق تمام احادیث جعلی اور موضوع ہیں ۔ اسی طرح بغداد ، دجلہ ، بصرہ ، کوفہ ، مرو ، قزوین ، عسقلان ، اسکندریہ اور انطاکیہ کے باشندوں نے بھی اپنے اپنے شہروں کی فضیلت میں حدیثیں ایجاد کیں ۔ ایسی تمام احادیث من گڑھت ہیں ۔

موضوع احادیث پر لکھی گئی چند اہم کتابیں :

بخاری و مسلم کی متفق علیہ مشہور حدیث ہے : من کذب علی متعمدا فلیتبوا مقعده من النار . کے مطابق موضوع احادیث اور من گڑھت روایات کا علم ضروری ہے ۔ مندرجہ ذیل کتب و رسائل کو موضوع احادیث کی معرفت میں بنیادی ماخذ کی حیثیت حاصل ہے ، ان کا مطالعہ ہمیں ضرور کرنا چاہیے ۔

(۱) موضوعاتِ ابن جوزی (وفات : ۵۹۷ ھ) موضوعات کے بارے میں اس کتاب کو تقدم اور اولیت کا درجہ حاصل ہے ۔ چوں کو آپ کو حفاظتِ احادیث سے کافی انہماک تھا اور احادیث کے معاملے میں کسی قسم کے تساہل اور مداہنت کے قائل نہیں تھے ، اس لیے اس میں آپ سے اس میں کئی فروگذاشتیں ہوئی ہیں ۔ آپ نے بہت ساری ضعاف و حسان کو بھی موضوعات کے خانے میں رکھ دیا ہے ۔ لیکن اس میں شبہ نہیں کہ آپ نے اس باب میں ایک بڑا علمی مواد فراہم کیا ہے اور آنے والے محدثین کے لیے ایک اہم ماخذ چھوڑا ہے ۔ علامہ جلال الدین سیوطی نے اس کے رد میں " تعقبات علی الموضوعات " کے نام سے ایک کتاب تحریر فرمائی ہے اور علامہ ابن جوزی کے تسامحات کا ذکر کیا ہے ۔ شائقینِ فن کے لیے یہ کسی نعمتِ مترقبہ سے کم نہیں ہے ۔

(۲) موضوعاتِ صنعانی اس کتاب میں محدث جلیل حضرت علامہ حسن صنعانی صاحب مشارق الانوار نے اگر چہ علامہ ابن جوزی کی پیروی کی ہے ، لیکن موضوع سے متعلق گراں قدر معلومات بھی

درج کی ہیں ، جو طالبانِ احادیث کے لیے مشعلِ راہ ہیں ۔

(۳) موضوعات الاحادیث . حضرت شیخ سراج الدین عمر بن علی القرو ینی (وفات : ۸۰۴ھ) کی تصنیف ہے اور اب یہ نایاب ہے ۔

(۴) اللآلی المصنوعة فی الاحادیث الموضوعة . خاتم المحدثین حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ (وفات : ۹۱۱ھ) کی تصنیف ہے ، جو معرفتِ موضوعات میں استنادی حیثیت کی حامل ہے ۔

(۵) تذکرة الموضوعات اور قانون الموضوعات . یہ حضرت علامہ محمد طاہر پٹنی مصنفِ مجمع البحار (وفات : ۹۸۶ ھ) کی تصنیف ہے ۔

(۶) موضوعاتِ کبیر اور اللآلی المصنوع فی الحدیث الموضوع . یہ دونوں کتابیں محدثِ جلیل حضرت ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمہ (وفات : ۱۰۱۴ھ) کی ہیں ۔ موضوعات کے باب میں ان دونوں کا شمار جامع اور معرکۃ الآرا تصانیف میں ہوتا ہے ۔

(۷) الفوائد المجموعه فی الاحادیث الموضوعه . یہ قاضی شوکانی کی تالیف ہے ، اس میں انہوں نے علامہ ابنِ جوزی کی تقلید کی ہے اور احادیثِ مبارکہ کو ضعیف و موضوع قرار دینے میں تشدد کا راستہ اختیار کیا ہے ۔ جب تک دیگر ائمۂ محدثین کے اقوال و ارشادات سے تائید نہ ہو ، اس کے مندرجات پر یقین نہیں کرنا چاہیے ۔ آں جناب نے اس کتاب میں بہت ساری ضعیف اور حسن حدیثوں کو بھی موضوعات کے زمرے میں شامل کر دیا ہے ۔

(8) المقاصد الحسنه للسخاوی

(9) کشف الخفا للعجلونی

(10) الآثارالمرفوعه فی الاحادیث الموضوعه . یہ حضرت مولانا عبد الحیٔ فرنگی محلی لکھنوی (۱۴۰۷ھ) کی بلند پایہ تصنیف ہے۔

موضوع احادیث کو عوام میں پھیلنے سے روکنا اہلِ علم کی مذہبی ذمہ داری ہے۔ آج جب کہ دینی جلسوں اور مذہبی کانفرنسوں میں پیشہ ور خطبا اور جاہل قسم کے مقررین غلط سلط روایات اور موضوع احادیث بیان کر کے عوام کو گمراہ کر رہے ہیں، جس کا تدارک ضروری ہے اور ان قصہ گو مقرروں کے خلاف تقریری و تحریری جہاد وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ افسوس کا مقام ہے کہ ان جاہل خطیبوں کی بدولت مسلم معاشرے میں بہت ساری موضوع روایات اس طرح شائع اور عام ہو گئی ہیں کہ بھولے بھولے عوام ان کو اصل حدیث سمجھنے لگے ہیں۔ آبروئے علم و ادب حضرت مولانا دانش حنفی ہلدوانی صاحب قبلہ دام ظلہ العالی نے " مشہور موضوع روایات کا تحقیقی جائزہ " نامی کتاب لکھ کر ایک بہت بڑی علمی خدمت انجام دی ہے، جس کے لیے وہ عوام و خواصِ اہل سنت کی طرف سے یکساں امتنان و تشکر کے مستحق ہیں۔ انہوں نے لوگوں کے درمیان رائج مشہور موضوع روایات کا علمی محاسبہ کیا ہے اور دلائل و شواہد کی روشنی میں ان کا موضوع و باطل ہونا ثابت کیا ہے۔ موصوف کا اندازِ بیان عام، سادہ اور سنجیدہ ہے۔ ہر دعویٰ کے ساتھ دلیل مصنف کی علمی و فنی مہارت کا ثبوت ہے۔

موصوف جماعت اہلِ سنت کے ایک با صلاحیت عالم ، دینِ اسلام کا مخلص خادم ، مسلک اعلیٰ حضرت کا بیباک ترجمان اور اپنے سینے میں دینی و ملی درد رکھنے والے ایک نیک دل انسان ہیں ۔ اس کتاب کی ترتیب و تالیف پر راقم الحروف انہیں دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہے

شبِ معراج نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نعلین پاک پہنے ہوئے عرش پر تشریف لے جانا / حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اذان میں بڑی شین کے بجائے چھوٹی سین سے (اسھد) کہنا / حب الوطن من الایمان / حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا حضور کی محبت میں دانت توڑنا / گلاب کا نبی کریم صلی اللہ علیہ کے مبارک پسینے سے پیدا ہونا / ایک بوڑھی عورت کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوڑا پھینکنے کا واقعہ ۔ غرض کہ اس قسم کی تمام مشہور روایات جو اصل میں موضوع ، جعلی اور من گھڑت ہیں ، ان کو فاضل مصنف نے اس کتاب میں بیان کیا ہے ۔ اللہ تبارک و تعالیٰ مولانا موصوف کو جزائے خیر سے نوازے اور ان کے علم و عمل اور عمر و اقبال میں ترقیاں بخشے آمین ۔

تقریظ

از قلم: حضرت مولانا **راشد نور مدنی** صاحب کراچی پاکستان

بلاشبہ اسلام کے جملہ عقائد واعمال کی بنیاد کتاب اللہ وسنتِ رسول پر ہے اور حدیث در حقیقت قرآن پاک کی شارح اور مفسر ہے اور اسی کی عملی تطبیق کا دوسرا نام سنت ہے ۔اللہ پاک نے نبی کریم ﷺ کو جوامع الکلم دیئے اور آپ کو بلاغت کے اعلیٰ وصف سے نوازا ۔خیر القرون(یعنی دورِ صحابہ) کے گزرنے تک ایک طرف تو حدیث کی باقاعدہ تدوین نہ ہوسکی اور دوسری طرف حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے ساتھ ہی فِتنوں کادور شروع ہوگیا ان فتنوں میں سے ایک فتنہ وضعِ حدیث کا تھا۔ وضعِ حدیث کے اس فتنہ کوروکنے کے لیے ائمہ محدثین نے صرف احادیث کے جمع کردینے کو ہی کافی نہیں سمجھا بلکہ سنت کی حفاظت کے لیے عللِ حدیث، جرح وتعدیل، اور نقدِ رجال کے قواعد بھی بیان فرمائے،اسانید کے درجات مقرر کئے ۔ ثقات اور ضعیف راویوں پر مستقل کتابیں تحریر فرمائیں اور مجروح راویوں کے عیوب بیان کئے ۔موضوع احادیث کو الگ جمع کیا ۔اس سلسلے میں "فاضلِ نوجوان ،حضرت مولانا دانش حنفی زید مجدہ " کی کتاب بنام"مشہور موضوع روایات کا تحقیقی جائزہ" علمِ حدیث میں ایک خوبصورت اضافہ ہے مصروفیات کی وجہ سے مکمل کتاب تونہیں پڑھ سکا تاہم چند جگھوں سے میں نے اس کتاب کامطالعہ کیاہے بحمدہ تعالی جرح و تاویل اور تحقیقی اعتبار سے عوام کیلیئے بہت نفع مند پایا ہے۔

کتاب کی خوبصورت بات یہ ہے کہ قبلہ دانش حنفی صاحب نے اس کتاب میں مسلمانوں کے اندر گردش کرنے والی ان بے بنیاد اور من گھڑت روایتوں کو بیان کیا ہے جنہوں نے اسلام کے عقائد وایمانیات سے لے کر اس کے تمام شعبوں کو متاثر کیا ہے اور ان کی وجہ سے عوام سے لے کر اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں تک میں ایک ایسا دینی تصور پیدا ہوگیا ہے جو کتاب وسنت کی تعلیمات پر مبنی تصور سے بہت مختلف ہے ۔اس میں جہاں موضوع او رمنکر روایات کا ذکر کیا گیا ہے وہیں حتی الامکان یہ کوشش کی گئی ہے کہ جس مسئلے سے متعلق موضوع اور منکر روایتوں کا ذکر ہے اس مسئلے کو قرآن پاک ا ور نبی اکرم ﷺ کے صحیح ارشادات کی روشنی میں واضح کر کے اس کے بارے میں اسلام کا صحیح حکم بھی بیان کردیا ہے ۔اللہ پاک موصوف کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اوران کیلیۓ اس کتاب کو صدقہ جاریہ بنائے اورتمام مسلمانوں کیلیۓ نافع بنائے۔آمین بحق طٰہٰ و یٰسین

دعاگو

ابولحارث محمد راشدنورمدنی(کراچی ۔پاکستان)

15مارچ2021

تقریظ

از قلم: حضرت عالامہ مولانا **عثمان مدنی** صاحب جامعتہ المدینہ حیات اسلام لاہور پاکستان

تقریظ

دین اسلام تمام انسانیت کے لئے ضابطہ حیات ہے۔ اور دین اسلام کے دو بنیادی مآخذ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ ہیں۔

انسانیت کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ نے آخری آسمانی کتاب قرآن پاک کا نزول فرما کر اسکی ہدایت کا ذمہ بھی لے لیا، اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ(۱) قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے سرکار دو عالم، خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ۔ کے تحت قرآن پاک کا شارح اور دین حق کا شارع قرار دے دیا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان پیارے آقا، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی احادیث مبارکہ کو زبانی یاد کرتے اور بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان لکھتے بھی تھے۔ لیکن احادیث مبارکہ کو جمع کرنے کا باقاعدہ اہتمام حضرت عمر بن عبد العزیز رحمتہ اللہ علیہ کے دور سے ہوا۔ محدثین نے نہ صرف احادیث کو جمع کیا بلکہ ان کے لئے جرح و تعدیل کے قوانین بھی مرتب فرمائے تاکہ احادیث مبارکہ پر کوئی اعتراض نہ کر سکے اور نہ من گھڑت بات کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف منسوب کیا جائے۔ بد قسمتی سے جیسے جیسے زمانہ دور نبوت سے دور اور قرب قیامت کے نزدیک ہوتا جارہا ہے لوگ علم دین سے نابلد ہوتے جارہیں۔ فی زمانہ بہت سی ایسی باتیں جن کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں، ہمارے معاشرے میں عام ہوتی جارہی ہیں۔ اس جہالت کو دور کرنے کے لیے، اور لوگوں تک صحیح اور غلط احادیث کی پہچان کے لیے ایک کتاب بنام،، **مشہور موضوع روایات کا تحقیقی جائزہ**،، نہایت عمدہ، اور عوام وخواص کے لیے مفید ہے۔ اس کتاب کے مصنف (حضرت علامہ دانش حنفی قادری صاحب دامت برکاتہم العالیہ) نے جسطرح محنت، خلوص کیساتھ امت مسلمہ کے لیے اس کتاب کی تدوین میں وقت دیا، اللہ تعالیٰ انکے اس وقت کو آخرت میں ذریعہ نجات بنائے۔ انکے علم و عمل، اور طویل زندگی بخیر وعافیت عطا فرمائے اور مسلمین کو اس کتاب سے فائدہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

ابو لقمان محمد عثمان بن بشیر احمد قادری مدنی

مدرس: جامعۃ المدینہ حیات اسلام، لاہور پاکستان

(کتاب لکھنے کی وجہ)

مذہب اسلام کا دارو مدار جن بنیادوں پر ہے ان میں سے ایک بنیاد حدیث مبارکہ بھی ہے اور امت مسلمہ حدیث کو حجت وبنیاد مانتی ہیں جب حدیث حجت ہے اور امت حدیث کو حجت مانتی ہے تو حدیث کا تمام جھوٹی اور بناوٹی باتوں سے پاک و محفوظ ہونا ضروری اور لازم ہے اسی وجہ سے محدثین نے فن اسماء الرجال جرح و تعدیل کا علم ایجاد کیا کی حدیث جھوٹی باتوں سے پاک رہے اسی لئے بزرگوں نے فرمایا کہ حدیث کی سند دین کا حصہ ہے اسی وجہ سے علمائے حدیث نے راویان احادیث پر جرح کی اور لاکھوں لوگوں کے نام قلمبند بھی کئے جس سے کی حدیث تمام اغلاط سے پاک وصاف رہے

ہمارے اسلاف حدیث بیان کرنے میں بہت احتیاط اور خوف سے کام لیتے تھے تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹ منسوب نہ ہو جائے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

من کذب علی متعمدا فلیتبواء مقعدہ من النار

ترجمہ۔(جس نے میری جانب جوٹی بات منسوب کی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے)

رواہ البخاری مسلم

یہ حدیث غایت درجہ صحیح ہے اور متعدد علمائے احادیث کے نزدیک متواتر حدیث ہے نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی حدیث کی نسبت کرنے کے بارے میں کتنی عبرت ہیں کی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے اسی وجہ سے ہمارے اسلاف حدیث کو بیان کرتے وقت بہت احتیاط برتا کرتے تھے جھوٹی روایت بیان کرنا حرام و گناہ کبیرہ ہے

امام جلال الدین سیوطی رحیمہ اللہ فرماتے ہیں

مسلمانوں کا اس پر اجماع ہیں کی احکام وترغیب ترہیب اور وعظ وغیرہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹ کی نسبت کرنا حرام ہے گناہ کبیرا ہے)

مشہور جھوٹی من گھڑت حدیث کا تحقیقی جائزہ اس کتاب پر قلم اٹھانے کی ضرورت بھی اسی لیے پڑی آج کل خطبہ حضرات کی زبانوں اور عوام کی زبانوں پر جھوٹی روایات بہت عام ہوتی جا رہی ہے میں نے خود اپنے کانوں سے خطبہ حضرات کو جھوٹی روایات بیان کرتے سنا دیکھا ہے ایک خطیب صاحب نے بیان کیا حضرت امام حسین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کی میں ایک مرتبہ میں آپ سے بڑا ہوں) اس روایت پر میں آگے اپنی اس کتاب میں تفصیلی کلام کروں گا ان شاء اللہ عزوجل،

اور ایک خطیب صاحب کو بیان کرتے سنا کہ کربلا کے میدان میں مٹی بھی موجود نہیں تھی کی وہ تیمم کر پاتے اور نہ ہی ان حضرات کو کعبہ کا پتا تھا اور انہوں نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کی مولا ہماری نمازوں کو ایسے ہی قبول فرما لے کی ہمیں کعبہ کا بھی نہیں پتا،

اور مزید سنے یزید کی برائی بیان کرتے ہوئے انہوں نے کہا حضرت عائشہ سے یزید نکاح کرنا چاہتا تھا اب ان سب کی حقیقت صرف اتنے الفاظ میں جان لیجئے حضرت عائشہ کا وصال یزید کے تخت خلافت پر بیٹھنے سے پہلے ہو گیا تھا اور کربلا میں مٹی بھی نہیں تھی اس بات کی کتنی حقیقت ہے آپ بخوبی جانتے ہیں الغرض اس طرح کی جھوٹی روایات آج کل عام ہوتی جا رہی ہیں اسی وجہ سے اس پر کچھ لکھنے کی کوشش کر رہا ہوں، پہلے میں نے اس کتاب کو ہندی میں لکھا اور سوچا ہندی میں ہی اس کو شائع کیا جائے تا کہ جو اردو نہیں جانتے وہ اس کتاب سے فائدہ حاصل کر سکیں پھر اسی دوران خیال آیا کی اس کو اردو میں بھی تحریر کیا جائے تا کہ اردو جاننے والے بھی اس کتاب سے فائدہ حاصل کر سکیں تا کہ یہ کتاب دونوں طبقے کے لیے فائدہ مند ہو اردو جاننے والے اور نہ جاننے والے دونوں حضرات کے لیے پھر اس کو اردو میں بھی تحریر کیا

فقیر دانش حنفی

۱۴۴۲ھ - مطابق ۲۰۲۱

(حدیث بیان کرنے میں اسلاف کی احتیاط)

امام ابن ماجہ اور امام حاکم نے حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ایک دن انہوں نے کہا
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ توان کی آنکھیں ڈبڈبائی گردن کی رگیں فول گئ پھر کہا سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جیسی بات فرمائی

(اصول حدیث)

حضرت دجین فرماتے ہیں میں مدینہ پاک آیا وہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام سے ملاقات ہوئی میں نے ان سے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کوئی حدیث بیان کریں انہوں نے معذرت کی اور فرمایا مجھے کمی بیشی کا خوف ہے، ہم بھی جب حضرت عمر رضی اللہ سے عرض کرتے تھے کی آپ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث بیان فرمائے توآپ بھی یہی فرماتے مجھے خوف ہے کی کہیں کمی بیشی نہ ہو جائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی میری طرف جھوٹ منسوب کرتا ہے وہ جہنم میں ہو گا

(حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کرنے میں احتیاط)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کی میں تم لوگوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کثرت سے بیان نہیں کرتا تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں حدیث مبارکہ کو یاد نہیں رکھ سکا میں نے نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے جو کوئی میری طرف جھوٹ منسوب کرے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے

(حضرت علی رضی اللہ عنہ کی احتیاط)

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب میں تم میں سے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے حوالے سے کوئی حدیث شریف بیان کرو میرے نزدیک آسمان سے گرجانا ان کی طرف جھوٹی نسبت کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے

(حضرت انس رضی اللہ عنہ کی احتیاط)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرمایا کرتے تھے کہ تم کو زیادہ حدیث بیان کرنے سے مجھے یہ فرمان روکتا ہے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جان بوجھ کر میری ذات پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔

(رواہ البخاری حدیث نمبر108)

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کی کیا وجہ ہے کی آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان نہیں کرتے جب کی حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور فلاں فلاں تو بہت حدیث بیان فرماتے ہیں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا میں نے جب سے اسلام قبول کیا تھا اس کے بعد نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے دور نہیں رہا بس نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے سن بیٹھا ہوں جس وجہ سے حدیث شریف بیان نہیں کرتا کہ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولتا ہے وہ اپنا ٹھکانا جہنم بنا لے یعنی حدیث بیان کرنے میں ڈر لگیا ہے کہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹ منسوب نہ کر بیٹھوں

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے احادیث بیان کرنے سے بچو مگر وہ جن کا تمہیں علم ہو پس بیشک جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں تیار کرلے

(مسند احمد حدیث 309)

یحییٰ ابن میمون حضرمی کہتے ہیں ابو موسی غافی نے حضرت عقبہ بن عامر کو ممبر پر حدیث بیان کرتے سنا پھر حضرت ابو موسی نے کہا یہ تمہارا ساتھی کیا واقعی حدیث کو یاد کرنے والا ہے یا پھر ہلاک ہونے والا ہے بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اخری نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا تم اللہ کی کتاب کو لازم پکڑنا اور عنقریب تم ایسی قوم کی طرف لوٹو گے جو مجھ سے احادیث بیان کرنے کی مشتاق ہوگی پس جس نے مجھ پر ایسی بات کہی جو میں نے نہیں کہی تو وہ اپنا ٹھکانا آگ میں تیار کرلے اور جس نے میری بعض احادیث یاد کر رکھی ہو تو وہ انہی احادیث کو بیان کرے

(مسند احمد حدیث 312)

میرے محترم عزیز بھائیو دیکھا آپ نے ہمارے بزرگان دین حدیث بیان کرنے میں کتنی احتیاط کیا کرتے تھے کیسا خوف کھاتے تھے کہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی بات منسوب نہ ہو جائے نیز آپ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بھی پڑھا جس کو جو حدیث یاد ہو وہی بیان کرے مگر افسوس آج کل خطبہ حضرات ایسی ایسی روایات بیان کرتے ہیں جن کی کوئی اصل نہیں ہوتی وہ موضوع من گھڑت ہوتی ہے خطبہ حضرات سے سن کر عوام بھی ان جھوٹی روایات کو آپس میں روڈوں پر چوراہوں پر بیان کرتی ہے خطبہ حضرات کا انداز بیان سب کے سامنے ظاہر ہے جو جتنا چیخنے چلانے والا ہوتا ہے عوام اسی کو زمانے کا سب سے بڑا عالم سمجھتی ہے مخلص علماء کو وہ عزت ترجیح نہیں دی جاتی جو خطبہ حضرات کو دی جاتی ہے اور نہ ہی عوام ایسے مخلص علماء کو سننا پسند کرتی ہے جو قرآن و حدیث کے دائرے میں رہ کر بنا نمک مرچ لگائے تقریر کرتے ہیں عوام کو ایسے خطیب کی تقریر میں مزہ آتا ہے جو گمراہ کن نمک مرچ لگا کر تقریر کرتے ہیں

ایک رات میں ان کو اتنے پیسے دیے جاتے ہیں جتنے یہ اپنی مسجد کے امام کو پورے مہینے میں نہیں دیتے ہیں جب کی وہ مسجد کا امام نیاز فاتحہ جنازہ نکاح وغیرہ کام کے لئے ہر وقت اس عوام کی خدمت کے لیے حاضر رہتا ہے ان کے بچوں کو قرآن پاک پڑھاتا ہے نماز سکھاتا ہے افسوس ہے ایسے لوگوں پر

(گمراہ کرنے والی تقریریں)

نماز روزہ اور اعمال صالحہ کے تعلق سے کچھ پیشاور مقرر بد مذہبوں کا رد کرتے ہوئے عشق رسول اور بزرگان دین سے محبت و عقیدت کے بیان میں اور ان کی کرامات کا ذکر کرتے ہوئے بے نمازی پبلک کو خوش کرنے کے لئے ایسی باتیں کرتے گھوم رہے ہیں جو بالکل غیر اسلامی ہیں وہ عشق رسول وہ بزرگوں سے محبت وعقیدت نہیں سیکھا رہے بلکہ اس کی آڑ میں نماز روزے کو مٹانے کا کام کر رہے ہیں ان میں سے کچھ وہ ہیں جو کہتے ہیں کی جنت نہ نماز سے ملے گی نہ روزوں سے نہ زکاۃ سے نہ حج سے بلکہ جنت تو عشق رسول سے ملے گی اولیاء سے عقیدت و محبت سے ملے گی ان جاہلوں کو یہ بھی نہیں پتا کہ نماز خود عشق رسول کا ایک اہم حصہ ہے جو نمازی نہیں وہی صحیح معنی میں عاشق رسول نہیں ہے اور جو عاشق رسول ہو گا اس کو نماز پڑھے بغیر چین ہی نہیں پڑے گا اور جو نماز اور روزوں زکوۃ وغیرہ کو عشق رسول سے ایک دم الگ کر کے دکھائے وہ گمراہ ہے اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے ایسے ہی ایک پیشاور مقرر اپنی تقریر میں کہتا ہے کی نماز روزو وغیرہ اعمال کے بارے میں ہمیں پتا نہیں کہ وہ قبول ہوتی بھی ہے یا نہیں لیکن عقیدت وہ محبت ضرور قبول ہوتی ہے تو اس نااہل سے کوئی پوچھیں کہ وہ تیری کون سی عقیدت و محبت ہیں جو نماز روزوں کو چھوڑ کر قبول ہوتی ہے اور نماز وہ روزوں سے بڑھ کر عقیدت و محبت کا کون سا کام ہے ارے نادان ارے نادان اللہ تعالی سے قبولیت کی امید رکھتے بندہ نیک کام کرتا ہے

اور امید رکھنا اور اس کے عذاب سے ڈرتے رہنا یہی بندگی ہے جو بندے کا کام ہے صحیح بات یہ ہے عشق محبت عقیدت وارادت کا نام لے کر اعمال کی طرف سے لوگوں کو غافل و بے پرواہ کرنے والے شیطان کا کام کر رہے ہیں

ایسے ہی ایک شخص نے ایک بزرگ شاعر کا یہ شعر پڑھا

گر وقت اجل سر تیری چوکھٹ پر جھکا ہو
جتنی ہو قضا ایک ہی سجدے میں ادا ہو

اور اس کا مطلب یہ سمجھایا کی نماز پڑھنے کی اور اس کی پابندی کی کیا ضرورت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چوکھٹ کو چومنے سے زندگی بھر کی قضا نماز ادا ہو جاتی ہے میں کہتا ہوں ذرا یہ تو بتایئے کی یہ شعر جس بزرگ شاعر کا ہے وہ اعلی حضرت کے چھوٹے بھائی استاذ زمن حضرت مولانا حسن رضا خان بریلوی ہیں کیا انہوں نے زندگی میں کوئی نماز قضا کی تھی صحیح بات یہ ہے ان کی نماز تو نماز ساری عمر میں جان بوجھ کر کبھی جماعت بھی نہیں چھوٹی تھی تو تمہارا عشق رسول اس منزل کو پہنچ جائے کہ تمہاری نماز تو نماز جان بوجھ کر کبھی جماعت تک فضا نہ ہوتی ہو تبھی یہ شعر پڑھنا اور پڑھ کر سنانا اور کسی بھی نماز وہ جماعت چھوڑنے والوں کو یہ شعر نہ پڑھنے کا حق ہے جو نمازی ہو وہیں پڑے اور جو نمازی ہو وہی سنے اور اسی کو سنایا جائے جو نمازی ہو اور جو نمازی اور دین دار رہنا چاہے اس کے لئے ضروری ہے ایسے مولویوں اور مقرروں کی صحبت اور تقریروں سے دور رہے جن کے نزدیک تقریر خطاب کی حیثیت ایک پیشے اور کمائی کرنے کہ دھندے سے زیادہ نہ ہو کیونکہ ایسے بد عمل خطیب کا تو خود باروز قیامت برا حال ہو گا روزے قیامت لوگوں میں سے زیادہ سخت عذاب اس عالم کو ہو گا جسے اللہ نے اس کے علم سے نفع نہ دیا

(احیاء العلوم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عالم کو سخت عذاب دیا جائے گا اس کے عذاب کی شدت کو بڑا سمجھتے ہوئے جہنمی اس کے پاس آئیں گے (اس سے بد عمل عالم مراد ہے)

(احیاء العلوم جلد 1)

(اعلی حضرت امام احمد رضا فرماتے ہیں)

اعلی حضرت سے سوال ہوا ایک شخص اسلام و ایمان شرع شریف کے احکام کو جانتا ہے وہ لوگو کو وعظ کر سکتا ہے

یا نہیں اعلی حضرت نے جواب میں لکھا اگر عالم ہے تو اس کا یہ منصب ہے اور جاھل کو وعظ کہنے کی اجازت نہیں وہ جتنا سنواریں گا اس سے زیادہ بگاڑیں گا (فتاوی رضویہ جلد 23 صفحہ 717)

ایسے خطیب و عالم جو عالم نہیں دین کے لئے نقصان کا سبب بن رہے ہیں

(بد عمل خطیبوں کا حال)

حضرت سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا قیامت کے دن عالم کو لایا جائے گا اور اسے آگ میں ڈالا جائے گا جس سے اس کی آتے بہار آ جائنگی وہ اس کے گرد ایسے چکر لگائے گا جیسے گدھا چکی کے گرد چکر لگاتا ہے جہنمی اس کے پاس آئینگے اور پوچھیں گے تجھے کیا ہوا ہے وہ کہے گا میں نیکی کا حکم دیتا تھا مگر خود عمل نہیں کرتا تھا برائی سے منع کرتا تھا مگر خود اس کا ارتکاب کرتا تھا (احیاء العلوم جلد 1)

عالم کی نافرمانی پر اسے دوگنا عذاب اس وجہ سے دیا جائے گا کہ وہ علم ہونے کے بعد بھی معصیت میں مبتلا ہوا

(مولا علی رضی اللہ عنہ نے ایک خطیب کو مسجد سے نکالا)

مولا علی رضی اللہ عنہ نے ایک وعظ کرنے والے سے پوچھا کیا تم ناسخ ومنسوخ کا علم جانتے ہو اس نے جواب دیا نہیں آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا فاخرج من مسجدنا ولا تذکر فیہ
ترجمہ ہماری مسجد سے نکل جا یہاں وعظ نہ کر
کنز العمال جلد 5- 2943

(حضرت ابو بکر کی نگاہ کا کمال)

آلحزم کے ایک شخص بیان کرتے ہیں کے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے بہت طویل خطاب کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر اس کو کہا جائے کے اٹھ اور دو رکعت نماز ادا کر اور ان میں فلاں فلاں سورت تلاوت کر تو اس کی طبیعت فورا اکتا جائیں گی
(مصنف عبدالرزاق جلد 3 حدیث نمبر 222)

ہمارے دور میں بہت سے خطیب ہیں جو نماز تک نہیں پڑھتے مگر وہ خطاب کرتے ہیں تو کئی کئی گھنٹے تک خطاب کرتے ہیں

(عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا ایک خطیب پر جلال)

ایک شخص قصہ گو خطیب تھا کہتا ہے نصف شعبان کی رات کا اجر ثواب لیلۃ القدر کی برابر ہے حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا اگر میں اسے یہ کہتے ہوئے سن لیتا اور میرے ہاتھ میں اس وقت عصا ہوتا تو میں اس کے
سر میں مار دیتا

ہمارے اسلاف کا طرز عمل یہ تھا خطیب سے غلط بیان نہیں سنتے تھے اور آج ہماری مجلسوں کا حال یہ ہے کوئی غلط بیان کرے تو اس کو روکتے نہیں اور اگر کوئی روکنے کی ہمت کرے تو اسی بے چارے پر لعن طعن کرتے ہیں اللہ کریم عقل سلیم عطا فرمائے

(علماء کم خطیب زیادہ ہونگے)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ ایسے زمانے میں ہو جس میں علماء زیادہ ہیں اور خطیب کم ہے جو شخص اس زمانے میں آپ نے علم کے دسواں حصے پر بھی عمل ترک کر دے گا

تو وہ ہلاک ہوجائے گا اور عنقریب لوگو پر ایک زمانا ایسا بھی آئے گا علماء کم خطیب بہت زیادہ ہوں گے اس زمانے میں جو شخص اپنے علم کے دسواں حصے پر بھی عمل کرلے گا وہ نجات پا جائے گا

(مجمع الزوائد جلد 1)

یہ قیامت کی نشانی ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی اور اب حال یہ ہیں کے عالم خال خال ملتے ہیں جبکہ خطیب کی بھرمار ہے ان کی بھاری بھرکم فیس ہے منہ مانگے پیسے لیتے ہیں مگر جب کوئی مسئلہ پوچھا جائے تو جواب آتا ہے میں عالم تھوڑی ہوں بلکہ میں تو خطیب ہوں مسئلہ کسی اور سے پوچھیں آپ نعوذ باللہ من ذالک یہ حال ہے ہمارے زمانے کے خطیبوں کا

احیاء العلوم میں حضرت امام غزالی رحیمہ اللہ آپنے دور کے خطیبوں کا حال بیان فرماتے ہیں ایک گروہ وہ ہے جو وعظ و تقریر کی اصل منہج سے پھر چکا ہے اس زمانے کے سارے خطیب اس میں مبتلا ہے سوائے ان نادر اہل علم کے جنہیں اللہ کریم نے شرور سے محفوظ رکھا ہوا ہے مزید لکھتے ہیں ان چند کے سوا ہوسکتا ہے کہ ملک کے بعض علاقوں میں ایسے پاکیزہ نفس لوگ موجود ہوں لیکن ہمیں اس کا علم نہیں

(احیاء العلوم جلد 3)

یہ حال امام غزالی کے دور کا ہے اس سے ہم اپنے دور کا اندازہ لگا سکتے ہیں حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ مزید لکھتے ہیں ان خطیبوں کا ایک گروہ ایسا ہے جو نقطہ آفرینیاں کرتا ہے ہم وزن جملے بازیہ تکبندیوں سے کام لیتا ہے الغرض ان کی ساری کاوش جملے کی وزن بندی پر صرف ہوتی ہے وہ عوام میں جوش پیدا کرنے کے لیے وصالو فراق کے اشعار پڑھتے ہیں اور اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ان کی مجلس میں بناوٹی وجد و نعرے بازی پائی جائے خواہ یہ سب فاسد اغراض کے لئے ہی کیوں نہ ہو کہ یہ انسان کے بھیس میں شیطان ہے انہوں نے لوگو کو راہ راست سے بھٹکا دیا ہے گزشتہ زمانوں کے خطیبوں میں اگر کوئی ذاتی کمزوری ہوتی تو کم از کم دوسروں کی اصلاح کرتے تھے شریعت کے مطابق وعظ و تقریر کرتے تھے لیکن یہ لوگ تو اللہ کی راہ میں رکاوٹ بن چکے ہیں اور انہوں نے اللہ کی مخلوق کو اللہ کی رحمت کے نام پر دلفریب امید دلاکر دھوکے میں ڈال دیا ہے تو ان کے خطاب سے سننے والوں میں گناہ پر جسارت و دنیا کے بارے میں رغبت پیدا ہوتی ہے وعظو کا یہ فریب دوآشتا ہو جاتا ہے خاص طور پر جب یہ حسین و جمیل لباس اور سواریوں سے خود کو مزین کرتے ہیں اگر آپ سر کی چوٹی سے لے کر پاؤں تک ان کو دیکھے تو دنیا کے بارے میں ان کی شدید حرص کا اندازہ ہوجائے گا تو ان خطیبوں کا فساد اصلاح کے مقابلے میں زیادہ ہے بلکہ درحقیقت اصلاح تو ہے ہی نہیں یہ بڑی تعداد میں لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں اور انکی دھوکہ بازی پوشیدہ نہیں ہے

(احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 486)

۳۵

(اس زمانے میں وعظ کا انداز کیسا ہو)

اس زمانے کے لوگوں کے ساتھ فقط امید کے اسباب عمل میں نہیں لانا چاہیے بلکہ خوف دلانے میں مبالغہ کرنا چاہیے کیونکہ کہیں ایسا نہ ہو کے لوگ حق اور درست راستے سے ہٹ جائے ہیں فقط امید کے اسباب کا ذکر تو ان کو بالکل ہلاک کر دے گا لیکن چوکی امید کے اسباب دلوں کے لیے خفیف تر اور نفسو کے لئے لذیذ تر ہیں اور خطیب تو صرف چاہتے ہی یہی ہے کہ لوگ ان کی طرف مائل ہوں اور کلمات تحسین بلند کریں خواہ کسی بھی طرح اسی لیے وہ امید کی طرف مائل ہوگئے یہاں تک کہ بگاڑ میں مزید اضافہ ہوگیا اور سرکشی میں منہمک لوگ اپنی سرکشی میں اور زیادہ بڑھ گئ

(احیاء العلوم جلد 4)

محترم میرے دینی اسلامی بھائیو یہ حال حضرت امام غزالی نے اپنے دور کا بیان کیا ہے ہمارے دور کا حال یہ ہے جب خطیب ممبر پر آتا ہے تو نعرہ تکبیر نعرہ رسالت کے نعرے بلند کیے جاتے ہیں اور تمام نعرے اس کی آمد پر لگائے جاتے ہیں جب کی کسی کی آمد پر ذکر کرنا کہ اس کے آنے کی لوگوں کو خبر ہو جائے یہ ناجائز ہے

بہار شریعت جلد 1 صفحہ 533

پر ہے گاہک کو سودا دکھاتے وقت تاجر کا اس غرض سے درود شریف پڑھنا یا سبحان اللہ کہنا کہ اس کی چیز کی عمدگی ظاہر ہو ناجائز ہے ایسے ہی کسی بڑے کو دیکھ کر اس نیت سے درود شریف پڑھنا کے لوگوں کو اس کے آنے کی خبر ہو جائے تاکہ اس کی تعظیم کو لوگ اٹھے اور جگہ چھوڑ دیں یہ ناجائز ہے

ہمارے یہاں آمد پر خوب نعرے بلند کیے جاتے ہیں اب اگر کوئی یہ مسئلہ بتانے کی کوشش کرے تو اس بیچارے کی خیر نہیں اس سے کوئی یہ نہ سمجھے ہم نعرہ کو منع کر رہے ہیں نعرہ بے شک لگائیں لیکن اس میں نیت کسی کی آمد کی نہیں صرف اللہ کی رضا کی ہو حال یہ ہے جتنی اونچی ٹوپی گویا اتنا اونچا مولانا اللہ کریم حق بولنے سننے اور جھوٹی روایات بیان کرنے سے ہماری حفاظت فرمائے اور ہمارے وعظ و نصیحت میں تاثیر اخلاص پیدا فرمائے

آمین یارب العالمین

(ضروری گزارش)

احادیث موضوع پر قلم اٹھانا بہت ذمہ داری کا کام ہے سیرت حکایات پر قلم اٹھانا تو آسان ہوتا ہے لیکن احادیث موضوع پر بہت مشکل کام ہے کیونکہ کسی بھی حدیث کو موضوع کہنا آسان نہیں ہوتا علماء جانتے ہیں جرح تعدیل اسماء الرجال احادیث موضوع کثیر کتابیں دیکھنی پڑتی ہیں کبھی کوئی حدیث کسی سند کے ساتھ موضوع ہوتی ہے لیکن دوسری سند کے ساتھ ضعیف ہوتی ہے یا کچھ اور ہوتی ہے موضوع نہیں ہوتی با تقاضہ بشریت یا میری کم علمی کی وجہ سے کہیں غلطی پائے فورن میری اصلاح فرمائیں اور مجھے شکریہ کہنے کا موقع عطا فرمائے

فقیر دانش حنفی

حدیث جمہور محدثین کی اصطلاح میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل اور تقریر کو حدیث کہا جاتا ہے ایسے ہی صحابہ تابعین کے قول و فعل اور تقریر کو بھی حدیث کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے لیکن عام زبان میں پہلا ہی محاورہ ہے لفظ حدیث سنتے ہی ذہن اسی طرف جاتا ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول یا فعل یا تقریر ہے

(تقریر) تقریر کا مطلب ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کسی شخص نے کوئی کام کیا یا کوئی بات کہی اور آپ نے اس پر انکار نہیں کیا نہ ہی اس سے منع فرمایا بلکہ اس پر خاموش رہ کر اسے ثابت قرار رکھا بلفظ دیگر تقریر کا مطلب ہوتا ہے خاموش تائید

میں نے صرف حدیث کی اصطلاحات کی ذکر کیا ہے اگر میں حدیث کی قسمیں اور حکم بیان کروں تو پھر یہ کتاب بہت طویل ہوجائے گی اور اصل مقصد رہ جائے گا اس لئے میں تمام احادیث کی تعریفات اور اس کی قسمیں چھوڑ رہا ہو میں صرف یہاں اب موضوع حدیث کسے کہتے ہیں یہ ذکر کرونگا اور قارئین آپ بھی اس کو ذہن میں محفوظ فرمالیں کیونکہ اس کتاب میں بار بار جگہ جگہ لفظ موضوع آئے گا

٣٩

(موضوع حدیث) متعون بالکذب کی حدیث کو موضوع کہا جاتا ہے

(اس حدیث کا حکم) جس سے حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جان بوجھ کر جھوٹ بولنا ثابت ہو جائے اگرچہ عمر میں ایک ہی بار کیوں نہ ہو تو اس کی حدیث ہمیشہ کے لیے غیر مقبول ہو جائے گی اگرچہ وہ اس سے توبہ کرلے

جو جھوٹی بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف با طور حدیث منسوب کر دی گئی ہو اسے موضوع حدیث کہا جاتا ہے

(نوٹ)۔ کسی حدیث پر موضوع ہونے کا حکم زن غالب سے لگایا جاتا ہے قطعی کے ساتھ کسی حدیث کو موضوع نہیں کہا جاسکتا موضوع حدیث کو بیان کرنا ناجائز ہے مثال کے طور پر

الباذنجان شفاء من کل داءٍ

ترجمہ۔ بیگن ہر بیماری کے لئے شفا ہے

(کوڑا ڈالنے والی بڑھیا)

ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے ایک بڑھیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر کوڑا پھینکا کرتی تھی ایک دن وہ بڑھیا بیمار ہو گئی

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو دیکھنے اس کے گھر تشریف لے گئے یہ واقعہ جھوٹا ہے ایسی کوئی روایت نہیں ہے اس واقعہ کی حقیقت کیا ہے جانتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کے لئے یہ جائز مناسب نہیں کہ آپنے اپکو وہ ذلت پر پیش کرے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انسان اپنے آپ کو ذلت پر کیسے پیش کرے گا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ نے فرمایا ایسی آزمائش اور امتحان سے تعارض کرے جس کی وہ طاقت نہیں رکھتا۔

(شعب الایمان)

اب ذرا غور کریں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو ایمان والوں کے لیے فرما رہے ہیں کہ اپنے آپ کو ذلت سے بچائے تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آپ کو کیسے جان بوجھ کر اس خاتون کے گھر کے پاس تشریف لے جاتے تھے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کوڑا ڈالا کرتی تھی یہ بات کسی مومن کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے آپ کو اتنا کمزور ظاہر کرے کہ اس کے علاقے کے فاسق فاجر اس کو ہر طرح کی تکلیف دینے پر جری ہو جائیں اب بتائیں جب یہ بات عام مومن کے لیے جائز نہیں کہ اس طرح کرے کہ ہر فاسق و فاجر اس کو تکلیف دینے پر جری ہو جائے تو نبی پاک کے لئے کیسے درست ہو سکتا ہے کے وہ بڑھیا اتنی جری ہو گئی تھی ہر روز نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر کوڑا ڈالا کرتی تھی اور کوئی بھی اس کو منع نہیں کرتا تھا اور نہ ہی رسول اللہ نے اس کو منع فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک پر کبھی مکھی نہیں بیٹھی اور نہ ہی آپ صلی اللہ علی صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر ظاہر ہوا حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں اگر آپ کا حکم ہو تو میں ان پہاڑوں کو آپس میں ملا دو یہ اس وقت عرض کیا تھا جب کفار نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچائی تھی اس سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

غمگیں ہو جائیں اللہ تعالی حضرت جبرئیل علیہ السلام کو سدرہ سے روانا فرماتا ہے کے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دو انتہائی حیرت کی بات ہے کہ وہ بڑھیا کوڑا ڈال کر تکلیف پہنچائیں اور رسول اللہ غمگیں بھی ہو نہ ہی جبرئیل آئے اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو منع کرے اور نہ ہی آپ اپنا راستہ تبدیل کرے اور اپنی جانوں سے بھی زیادہ پیار کرنے والے صحابہ اس بڑھیا سے کچھ نہ کہیں

(مفتی اعظم پاکستان مفتی منیب الرحمن صاحب)

آپ فرماتے ہیں ہماری معلومات کے مطابق حدیث و سیرت کی مستند و معتبر کتاب میں ایسی کوئی روایت موجود نہیں ہے یہ واقعہ ویسے ہی مشہور ہو گیا ہے کسی بھی کتاب میں اس کی کوئی سند نہیں ملتی ایک ایسی ہی روایت امام اعظم کی طرف بیان کی جاتی ہے لیکن ہمیں اس کا بھی کوئی حوالہ نہیں ملا حضرت شارح بخاری مفتی شریف الحق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کوڑا کرکٹ والی روایت اس وقت یاد نہیں لہذا اس کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا

(فتاوی شارح بخاری جلد 1 صفحہ 415)

ہر دور میں واعظ حدیث لوگوں کو ترغیب دینے کے لیے اس طرح کا واقعات بیان کرتے رہے ہیں اسی لیے محدثین نے موضوعات پر کتابیں لکھی ہیں

(کیا حضرت بلال رضی اللہ عنہ شین کو سین پڑھا کرتے تھے)

بہت مشہور ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے منہ سے شین کی جگہ سین نکلتا تھا اور اس کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ ان کے ہونٹ موٹے تھے جس وجہ سے شین نہیں نکلتا تھا جس وجہ سے ان کو اذان پڑھنے سے روکا تو آپ نے فجر کی اذان نہیں دی تو سورج نہیں نکلا یعنی صبح نہیں ہوئی

یہ دونوں روایتیں موضوع ہیں من گھڑت ہے باطل ہے محدثین نے اسے باطل موضوع جھوٹ قرار دیا ہے علامہ علی قاری علامہ طاہر پٹنی تحریر فرماتے ہیں علی السنتہ عوام ولم نرہ فی شیء من الکتاب

عوام کی زبانوں پر یہ بات چل پڑی ہے حالانکہ ہمیں یعنی محدثین حضرات کو یہ روایت حدیث کی کسی کتاب میں نظر نہیں آئی علامہ عجلونی حضرت علامہ ناجی کا قول نقل کر کے لکھتے ہیں اس حدیث کے موضوع ہونے کا یقین اس درجہ کا تھا کی علامہ فرماتے تھے کہ میں اللہ کو گواہ بنا کر قسم کھا کر کہتا ہوں حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کبھی اسھد سین کے ساتھ کبھی نہیں پڑھا علامہ عجلونی کشف الخفاء میں یہ بھی لکھتے ہیں محدثین نے حضرت بلال کی سوانح حیات میں یہ بھی لکھا ہے حضرت بلال کی آواز اونچی تھی حسین خوبصورت تھی امام سخاوی فرماتے ہیں اگر حضرت بلال کی آواز میں لکنت ہوتی تو بہت سارے ذریعہ سے یہ بات معلوم ہوتی نیز منافقین گمراہ لوگ اسی کو لے کر ایک نکتہ چینی کا نشانہ بنا لیتے حافظ ابن کثیر نے فرمایا انہ لیس لہ اصل اس کی کوئی اصل نہیں ہے محدثین کی تصریحات سے پتا چلا یہ روایت جھوٹی باطل بنائی ہوئی ہے حضرت بلال پر محض یہ الزام بہتان ہے ایک عام مومن پر الزام بہتان لگانا گناہ ہے تو ایک صحابی پر جھوٹی تہمت الزام لگانا کتنا بڑا جرم گناہ ہوگا جب یہ بات ثابت ہوگئی حضرت بلال کی زبان کے تعلق سے کہی جاتی ہے باطل محض ہے تو اس سے پتا چلا صبح نہ ہونے والا قصہ بھی جھوٹا ہے آیئے اب میں آپ کو بخاری کی روایت بتاتا ہوں جس سے یہ بھی ثابت ہو جائے گا کہ صبح نہ ہونے والا قصہ بھی جھوٹا باطل ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خیبر سے واپس ہوئے تو رات بھر چلتے رہے جب اپکو نیند آنے لگی تو اتر پڑے اور حضرت بلال سے کہا ہمارے لئے تو رات کا خیال رکھنا یعنی فجر میں اٹھانا حضرت بلال نے جتنا مقدر

میں تھا نفل ادا کیے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب سو گئے جب فجر قریب ہوئی تو حضرت بلال نے اپنی اونٹنی کے ساتھ ٹیک لگا دی اسی حالت میں آپ پر نیند غالب آگئی جس وجہ سے آپ کی آنکھ نہیں کھلی اور نہ کسی صحابی کی یہاں تک کے ان کو دھوپ محسوس ہونے لگی تو سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جاگے اور فرمایا بلال یہ کیا ہوا بلال نے عرض کی میری جان کو اسی نے روکے رکھا جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کو روکے رکھا اپ نے اونٹوں کو چلانے کا حکم دیا تھوڑی دور اونٹوں کو چلایا پھر آپ نے وضو کیا اور نماز پڑھائی

دیکھا آپ نے حضرت بلال نے آذان بھی نہیں پڑھی بلکہ سورج بھی نکل آیا اب اس واقعے کی روشنی میں صبح نہ ہونے والے کی کیا حیثیت ہے اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ وہ لوگوں کا بنایا ہوا ہے اس کی کوئی اصل نہیں ساتھ ہی آپ کو یہ بھی بتا دوں جو حضرات حضرت بلال کے رنگ کو کالا بولتے ہیں یہ بھی صحیح نہیں ہے بلکہ آپ رضی اللہ عنہ کا رنگ گندمی تھا اگر میں اس پر بحث کروں تو یہ کتاب اسی سے پر ہو جائے گی اور ہمارا اصل مقصد رہ جائے گا اس لئے میں اس پر بحث نہیں کرتا ہاں البتہ اگر کسی کو حضرت بلال کے رنگ اور وہ حبشی تھے یا نہیں

جاننے کا شوق ہو تو وہ اس کتاب کا مطالعہ کریں جمال بلال رضی اللہ عنہ تحقیق سے آپ کے رنگ اور حبشی نہ ہونے پر کلام کر کے یہ ثابت کیا گیا ہے

(المقاصد الحسنہ جلد 1 صفحہ 397)

(کشف الخفاء جلد 1)

(موضوعات کبیر حدیث نمبر 297)

(بخاری حدیث نمبر 595)

(نعلین عرش پر)

معراج کا واقعہ بیان کرتے ہوئے یہ روایت بیان کی جاتی ہے کہ معراج میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نعلین مبارک پہن کر گئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتارنا چاہا تو آواز آئی اے حبیب نعلین کے ساتھ تشریف لائیں تاکہ عرش کو عزت زینت حاصل ہو مذکورہ روایت کے متعلق امام اہل سنت اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ محض چھوٹ ہے موضوع ہے

(احکام شریعت حصہ دوم صفحہ 160)

ملفوظات اعلی حضرت میں بھی ہے کہ یہ روایت محض باطل موضوع ہے

(ملفوظات اعلی حضرت صفحہ 293)

شارح بخاری شریف الحق رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں اس روایت کے موضوع ہونے کے لیے اتنا کافی ہے کہ یہ روایت حدیث کی کسی معتبر کتاب میں نہیں ہے جو صاحب یہ روایت بیان کرتے ہیں ان سے پوچھے کہ کہاں لکھا ہے ایسا

(فتاویٰ شارح بخاری جلد اول صفحہ 370)

حضرت علامہ امجد علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ مشہور ہے کہ شب معراج آپ صلی اللہ علیہ وسلم نعلین مبارک پہن کر عرش پر تشریف لے گئے اور واعظین اس کے متعلق ایک اور روایت بیان کرتے ہیں اس کا ثبوت نہیں اور یہ بھی ثابت نہیں کہ برہنہ پاؤں تھے لہذا اس کے متعلق سکوت کرنا بہتر ہے

(بہار شریعت حصہ 16 مجلس خیر مسئلہ نمبر 6)

(حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے بچوں کے زندہ ہونے کی تحقیق)

خندق کھودنے کے دوران حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا دعوت کرنا

اور تھوڑا سا کھانا بہت سارے صحابہ کو کفایت کرنا یہ واقعہ بخاری کے ساتھ تمام کتب میں موجود ہے اور یہ واقعہ جو کہ صحیح بھی ہے اس لیے اس پر تو کلام بنتا نہیں لیکن اس کے ساتھ ایک واقعہ اور جوڑا جاتا ہے اور بہت سے لوگ تو یہاں تک بول دیتے ہیں یہ بھی بخاری میں ہے بلکہ وہ جو اپنے کو عالم کہلاتے ہیں لیکن ان کا مطالعہ مضبوط نہیں ہوتا وہ بھی کہہ دیتے ہیں یہ بخاری میں ہے میں نے جب ان واقعہ کی تحقیق کی اور اپنے احباب کو ان واقعات کی تحقیقات بتائی تو انہوں نے 2 عالموں سے اس بارے میں معلوم کیا تو عالم صاحب نے کہا یہ تحقیق غلط ہے کیونکہ یہ واقعہ بخاری میں موجود ہے اور وہ دونوں عالم اپنے آپ کو مفتی کہلاتے ہیں آئے اس کی تحقیق کیا ہے جانتے ہیں جیسے کہ ہم بتا چکے ہیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی دعوت کا واقعہ صحیح ہے بخاری سمیت کئی کتابوں میں یہ موجود ہے حضرت جابر کے رضی اللہ عنہ کے بچوں کا زندہ ہونے کے واقعے کی طرف آتے ہیں حضرت جابر نے بکری ذبح کی تو آپ کے دو بچے تھے انہوں نے بکری ذبح ہوتے دیکھی تو آپ کے بڑے لڑکے نے چھوٹے لڑکے کو ذبح کر دیا آپ کی زوجہ محترمہ چھت پر آئی اور یہ منظر دیکھا تو اپنے بڑے لڑکے کی طرف بڑھی تو وہ ڈر گیا اور وہاں سے بھاگا چھت سے نیچے گر کر فوت ہو گیا اپکو بہت صدمہ ہوا پر یہ بات آپ نے کسی کو نہیں بتائی جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے کھانے کے لئے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جابر کے بچوں کو بلائیں آپ ان کے ساتھ کھانا کھائے پھر حضرت جابر رضی اللہ کی زوجہ پورا واقعہ بیان کرتی ہیں پھر نبی کریم ان کے بچوں کو زندہ کر دیتے ہیں یہ واقعہ غیر معتبر اور بے سند کچھ کتابوں میں ذکر ہے لیکن یہ واقعہ صحیح نہیں ہے غیر معتبر ہے بلکہ موضوع ہے میں نے اس واقع کے لئے کافی کتاب دیکھی بالآخر یہ واقعہ موضوع

معلوم ہوا یہ واقعہ شواہدالنبوہ میں علامہ جامی نے ذکر کیا ہے لیکن کوئی حوالہ کوئی سند ذکر نہیں کی اور ان ہی کے حوالے سے مدارج النبوتہ میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی لکھا اس میں بھی کوئی سند کوئی حوالہ ذکر نہیں کیا یہ واقعہ تاریخ خمیس میں بھی لکھا ہے لیکن انہوں نے ساتھ ہی فرما دیا جس کے آخری الفاظ یہ ہیں لکنھا لم تشھر اشتھارا کے اس کو مشہور نہ کیا جائے یہ مشہور نہیں اس کا ثبوت نہیں ہے

(تاریخ الخمیس فی احوال انفس نفیس مؤلف حسین بن دیار بکر صفحہ 500)

کی عبارت یہ ہے

وفى هذه السنة أو فى غيرها وقعت قصة أولاد جابر بن عبد الله الانصارى* فى شواهد النبوّة عن جابر بن عبد الله انه دعا رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم الى القرى فأجابه النبى صلّى الله عليه وسلم ففرح جابر فدخل رسول الله صلّى الله عليه وسلم فجلس وكان لجابر داجن فذبحه ليشويه وكان له ابنان فقال كبيرهما للصغير هلم أورك كيف ذبح أبى الحمل فأضجع الصغير وربط يديه ورجليه فذبحه وحز رأسه وجاء به الى أمه فلما رأته أمه دهشت وبكت فخاف الصبى وهرب على السطح فتبعته أمه فزاد خوفه فرمى نفسه من السطح فهلك فسكتت المرأة وأدخلت ابنيها البيت وغطتهما بمسح فى ناحية من البيت واشتغلت بطبخ الحمل وكانت تخفى الحزن وتظهر السرور ولم يعلم جابر ما وقع فلما تمّ الطبخ وقرب الى رسول الله صلّى الله عليه وسلم أتى جبريل وقال يا محمد ان الله يأمرك أن تأكل مع أولاد جابر فقال رسول الله صلّى الله عليه وسلم ذلك لجابر فطلب جابر ابنيه فقالت امرأته انهما ليسا بحاضرين فأخبر جابر بذلك رسول الله صلّى الله عليه وسلم فقال ان الله يأمرك باحضارهما فرجع جابر الى امرأته وأخبرها بذلك فعند ذلك بكت المرأة وكشفت الغطاء عنهما فلما رآهما جابر تحير وبكى وأخبر بذلك رسول الله صلّى الله عليه وسلم فنزل جبريل وقال يا محمد ان الله يأمرك أن تدعو لهما ويقول منك الدعاء ومنا الاجابة والاحياء فدعا رسول الله صلّى الله عليه وسلم فحييا باذن الله تعالى كذا فى شواهد النبوة *لكنها لم تشتهر اشتهارا...

دوسرا یہ واقعہ اس وجہ سے موضوع ہے حضرت جابر رضی اللہ
عنہ کے والد صاحب کا انتقال احد کی جنگ میں ہوا تھا جیسے کی
خود حضرت جابر نے بتایا بخاری میں روایت موجود ہے اور جنگ
احد تین ہجری شوال کے مہینے میں ہوئی جنگ میں حضرت جابر
کے والد شہید ہوئے جنگ خندق سن پانچ ہجری ذیقعدہ میں ہوئی
حضرت جابر کے بچوں کا واقعہ بھی پانچ ہجری کا ہے کیونکہ جنگ
احد کے بعد حضرت جابر نے ایک بیوہ عورت سے اس لئے شادی
کر لی تھی آپ کی سات بہن تھی جو کی چھوٹی تھی اور ایک روایت
میں نو بہنو کا بھی ذکر ہے ان کی دیکھ بھال کی وجہ سے بیوہ عورت
سے نکاح کیا تھا آپ کا نکاح تین ہجری کے آخر میں ہوا یا پھر چار
ہجری کے شروع میں اور جنگ خندق ہوئی پانچ ہجری میں جنگ
احد اور جنگ خندق کے درمیان 13 مہینوں کا فاصلہ ہے اب آپ
خود اندازہ لگا لے تیرہ مہینے کے درمیان میں حضرت جابر رضی اللہ
عنہ نے نکاح بھی کر لیا اور آپ کے انہی تیرا مہینے میں شادی بھی
ہوئی اور دو اولاد بھی ہو گئی ہو اور وہ بھی اتنی بڑی ہو گئی ہو ایک
بچہ دوسرے کو لٹا کر چھوری لے کر ہاتھ میں اور پھر اس کی گردن
پر بھی چلا دی ہو کیا یہ سب ممکن ہے تیرہ مہینے کے عرصے میں
ہرگز ممکن نہیں اگر ہم اولاد کو ہونا تسلیم کریں تو اس حساب سے
آپ کا ایک ہی بچہ ہونا تسلیم ہوتا ہے لہذا مذکورہ واقعے کی حقیقت
کیا رہ گئی اب آپ باخوبی سمجھ گئے ہونگے اصول حدیث میں
ہے جب کوئی روایت عقل اور شواہد کے خلاف ہو اس روایت پر
محدثین وضع کا حکم لگاتے ہیں اور مذکورہ واقعہ بھی عقل اور شواہد
کے خلاف ہے محض 13 مہینے میں اتنا سب کچھ ہونا ممکن نہیں

میری اس تحقیق کے بعد کچھ لوگوں نے کہا جس میں اہل علم بھی شامل ہیں اس واقعہ کو موضوع ہونا تاریخ سے ثابت کیا گیا ہے لہذا تاریخ سے کوئی واقعہ موضوع نہیں ہو سکتا ایک مفتی صاحب نے جب یہ سنا حدیث عقل شواہد کے خلاف ہو تو وہ موضوع ہوتی ہے تو انہوں نے جواب دیا کی معجزہ بھی تو عقل کے خلاف ہوتا ہے تو کیا معجزہ کو بھی موضوع اور من گھڑت کہا جائے گا اب میں مفتی صاحب کے اس اعتراض کے بارے میں صرف یہ کہوں گا

تو ایسے حضرات کے علم میں اضافے کے لئے ہم یہ بتا دیں محدثین تاریخ کے اعتبار سے بھی روایات پر موضوع ہونے کا حکم لگاتے ہیں

امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اذا راءیت الحدیث یباین المعقول او یخالف منقول او

بناقض الاصول فعلم انه موضوع

اگر آپ کو کوئی ایسی حدیث ملے جو عقل کے خلاف ہو یا قرآن و حدیث کے نقل کے خلاف ہو یا دین کے اصولوں کے متضاد ہو تو جان لو کہ یہ حدیث موضوع ہے

(تدریب الراوی موضوع حدیث کی بحث)

امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں

ان من جملته دلائل الوضع ان یکون مخالفا للعقل بحیث لا

یقبل التاو یل

حدیث کے جعلی موضوع ہونے کے دلائل میں سے یہ بات شامل ہے یہ عقل کی اس طرح خلاف ہو کے اس کی توجیہ ممکن ہی نہ ہو

(تیسیر مصطلح الحدیث المقصد الثالث المردود بسبب طعن فی الراوی)

میں ہے

او ما يتنزل منزلته اقراره كان يتحدث عن شيخ فی فيسأل عن مولده هو فيذكر تاريخا تكون وفاته ذالك الشيخ قلبل مولده

راوی ایسی بات کرے جو اقرار کے قائم مقام ہو جیسے کسی شیخ سے حدیث بیان کریں جب اس شیخ کی ولادت کے بارے میں پوچھا جائے تو وہ ایسی تاریخ ذکر کرے جو اس شیخ کی تاریخ وفات کے بعد ہو

راوی ایسے شیخ سے روایت کرے جس سے اس کی ملاقات ثابت نہ ہو یا اس کی وفات کے بعد پیدا ہو یا جس جگہ سے سماع کا دعوی کر رہا ہوں وہاں کبھی گیا ہی نہ ہو جیسے ماموں بن احمد ہروی نے دعوی کیا کے اس نے ھشام بن عمار سے سنا حافظ ابن حبان نے اس سے پوچھا تم شام میں کب داخل ہوئے تو اس نے کہا ڈھائی سو 250 ھجری میں اس پر حافظ ابن حبان نے فرمایا ھشام جس سے تم روایت کر رہے ہو اس کا انتقال تو 245 ھ میں ہو چکا ہے

اسی طرح عبداللہ بن اسحاق کرمانی نے محمد بن ابی یعقوب سے حدیث روایت کی حافظ ابو علی نشاپوری اس کے پاس آئے اور اس کا سن ولادت معلوم کیا تو اس نے 251 بتایا حافظ ابو علی نے کہا کہ محمد بن یعقوب تو تمہاری ولادت کے 9 سال پہلے وفات پا چکے تھے اسی طرح محمد بن حاتم کشی نے عبد بن حمید کے واسطے سے حدیث بیان کی تو حاکم ابو عبداللہ نے کہا کہ اس شیخ نے عبد بن حمید کی وفات کے تیرہ سال بعد حدیث اس سے سنی ہے

(تدریب الراوی)

(میزان الاعتدال)

(تاریخی حقائق کے خلاف کوئی روایت ہو)

اس کی مثال وہ معادہ ہے جو خیبر کے یہودیوں نے اس دعوے کے ساتھ پیش کیا کہ یہ معاہدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے کیا غور کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ معاہدہ جعلی تھا کیونکہ اس پر سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے دستخط بطور گواہ موجود تھے جو جنگ خیبر سے دو سال پہلے جنگ خندق میں شہید ہوچکے تھے اس معاہدے میں یہ لکھا ہوا تھا اسے تحریر کرنے والے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ہے جو جنگ خیبر کے ایک سال بعد ایمان لائے

(حدیث میں حسی مشاہدے کے خلاف بات کہی گئی ہو)

اس کی مثال یہ حدیث ہے بینگن میں ہر بیماری سے شفا ہے یہ بات خلاف حقیقت ہے اور کسی احمق قسم کے حکیم یا شاید بینگن کے کسی تاجر نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دیا ہے

دیکھا آپ نے ہمارے محدثین تاریخ کے اعتبار سے بھی حدیث کے موضوع ہونے کا حکم لگاتے ہیں اور ہم نے اصول حدیث کی روشنی میں یہ بھی بیان کیا کی حدیث عقل کے خلاف ہو مشاہدے کے خلاف ہو اور اس میں تاویل نہ ہو سکے تو وہ حدیث موضوع ہے تو یہ کہنا غلط ہوگا کی تاریخ کے اعتبار سے حدیث موضوع نہیں ہوتی تاریخ کے اعتبار سے حدیث پر موضوع ہونے کا حکم محدثین لگاتے ہیں ہم نے اس کی چند مثالیں پیش کی اب ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں تاریخ کے اعتبار سے مزید بحث کریں گے تو گفتگو طویل ہوجائے گی اب میں ایک اشکال کا جواب اور عرض کرتا ہوں وہ اشکال یہ ہے جو اہل علم نے کیا ہے شواہدالنبوۃ علامہ جامی کی بہت معتبر کتاب ہے معتبر کتاب میں واقعہ موجود ہے تو صحیح ہوگا

میں علامہ جامی کی ذات پر تو کلام نہیں کرونگا ان کی ذات متنازعہ ہے شیعہ اور سنی کے درمیان اس پر اگر بحث کروں تو گفتگو طویل ہو جائے گی اگر کسی کو اس بارے میں جاننا ہو تو میزان الکتب کا مطالعہ کریں رہی موصوف کی کتاب تو ان کی یہ کتاب شواہد النبوۃ اہل سنت کے نزدیک غیر معتبر ہے کیوں کہ اس میں بعض روایات ایسی ہے جو کی موضوع اور من گھڑت ہے جس میں پہلی روایت یہ ہے شواہدالنبوۃ میں علامہ جامی نے لکھا ہے یہ مشہور ہے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو زہر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کہ کہنے پر ان کی بیوی جعدہ نے زہر دیا تھا موصوف کی یہ عبارت ہوبہو وہی ہے جو شیعہ حضرات ہم پر بطور اعتراض پیش کرتے ہیں اور اس روایت کا جواب ہمارے علماء نے اپنی اپنی کتابوں میں لکھا ہے

علامہ جامی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ یہ مشہور ہے اب یہ شہرت صحیح ہے یا غلط ظاہر سی بات ہے کہ یہ شہرت غلط ہے موضوع اور من گھڑت ہیں

جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ہی زہر دینے والے کا نام نہیں بتایا اور نہ آپ کو زہر دینے والے کا نام یقینی معلوم ہے جس پر شک تھا اس کا نام بھی حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے نہیں بتایا تو اس کی نسبت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف کرنا یہ بالکل سراسر غلط ہے اور اس سے یہ بات اور ثابت ہوتی ہے وہ یہ کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اہل بیت سے دشمنی اور عداوت رکھتے تھے معاذاللہ

شواہدالنبوۃ کی دوسری عبارت یہ ہے

ایک روز حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے یہ آگاہ ہوجائے حاضرین مجلس نے کہا ہم تو ایسے کسی طریقے سے آشنا نہیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس طریقہ کو علی رضی اللہ عنہ سے معلوم کر سکتا ہوں کیونکہ وہ جو بھی کہیں سچ ثابت ہوتا ہے

چنانچہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے تین باعتبار اشخاص کو بلایا اور انہیں ھدایت کی کہ وہ ایک دوسرے کے بعد اکیلے اکیلے کوفہ جائیں اور میری موت کی خبر مشہور کر دی لیکن لیکن یہ عمل ضروری ہے کہ تم میری بیماری یوم وفات وقت اجل جگہ قبر اور جنازہ پڑھانے والے کے تذکرہ میں باہم متفق رہو یہ سن کر وہ روانہ ہوئے کوفہ کے نزدیک پہنچے تو پہلے روز ایک آدمی کوفہ میں داخل ہوا اہل کوفہ نے پوچھا کہاں سے آئے ہو کہنے لگا شام سے انہوں نے کہا شام کے حالات کیسے ہیں جواب دیا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ وفات پا گئے ہیں اہل کوفہ نے نے جناب مولا علی رضی اللہ عنہ کے پاس آکر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر سنائی آپ نے اس طرف توجہ نہ فرمائی تیسرے روز ایک اور آدمی آیا اور اس نے بھی ان کو اسی طرح حضرت معاویہ کی وفات کی خبر سنائی حضرت علی کے متوسلین کہنے لگے کہ اب یہ خبر پائے تحقیق و صحت کو پہنچ چکی ہے آج ایک شخص پھر آیا جس نے پہلوں کی طرح امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر دی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی داڑھی مبارک اور سر جس پر خضاب لگا ہوا تھا کہ طرف اشارہ کرکے فرمایا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ وفات پا جائے کلیجہ چبانے والی کا بیٹا جب تک کہ میری داڑھی اور سر رنگین نہ ہو جائیں وفات نہیں پا سکتا

یہ ایک واقعہ کی طرف اشارہ وہ یہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ھندہ نے یہ حصرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت پر ان کا کلیجہ چبایا لیکن وہ کلیجہ چبانے والے کا بیٹا ایسے الفاظ اور پھر اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرنا کتنی بڑی جسارت ہے علاوہ ازیں ھندہ نے یہ کام قبل از ایمان کیا تھا بعد میں مشرف با اسلام ہوئی اسلام گزشتہ دور کے گناہ مٹا دیتا ہےاسلام کے بعد انکا شمار فقہا صحابیات میں ہوتا ہے اس واقعہ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر جھوٹ باندھا گیا ہے

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف گھٹیا بات منسوب کی گئی اور ہندہ کے قبل اسلام کے فعل کو اچھالا گیا یہ سب باتیں شیعوں کی ہے اور انکی کتابوں میں موجود ہیں موصوف کی کتاب کی یہ روایت بھی جھوٹی اور من گھڑت ہے کہ اس میں ایک صحابی کی طرف جھوٹ کی طرف نسبت کی گئی ہے اور وہ جھوٹ یہ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری جھوٹی موت کی خبر سننا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف گھٹیا الفاظ منسوب کئے گئے قارئین کرام ان روایات سے بخوبی سمجھ گئے ہوں گے کہ یہ کتاب شواہد النبوۃ اہل سنت کے نزدیک بالکل غیر معتبر ہے اس میں صحابہ کی طرف جھوٹ منسوب ہے ہم نے صرف دو روایات ذکر کی ہیں اگر ہمیں اس گفتگو کہ طویل ہو جانے کا خیال نہ ہوتا اور موضوع سے ہٹ جانے کا تو ہم علامہ جامی کی ذات پر بھی کلام کرتے اور جو ان کے دیوان کلام ہے ان اشعار پر بھی کلام کرتے اور ان کے نظریات بھی بیان کرتے ہماری اس گفتگو سے یہ گمان نہ کرے کہ ہم موصوف کو شیعہ کہہ رہے ہیں علامہ جامی کا تعلق ایک ایسے شہر سے تھا جس کو شیعہ کا شہر کہا جاتا ہے تو ممکن ہے ان کے کلام اور ان کی اس کتاب میں شیعوں نے ردوبدل کیا ہو

ہمارے اکابر علماء نے اور ہمارے بزرگوں نے علامہ جامی کو بڑے بڑے اچھے القابات سے یاد کیا ہے مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ جیسے اکابر نے قارئین حضرات اب آپ بخوبی سمجھ گئے ہوں گے کہ یہ شواہد النبوۃ اہل سنت کے نزدیک غیر معتبر ہے لہذا اس گفتگو کو اب ہم یہی ختم کرتے ہیں

فقیر دانش حنفی عفی عنہ

(کیا حضرت اویس قرنی نے اپنے دانت مبارک کو توڑا تھا)

محترم قارئین کرام : عوام میں یہ واقعہ بہت مشہور ہے کہ جب حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالی عنہ کو پتہ چلا کہ جنگ احد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ک ے دندان مبارک شہید ہو گئے ہیں تو آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے تمام دانتوں کو شہید کر دیا پھر آپ کو حلوہ بنا کر کھلایا گیا اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالٰی نے آپ کے لیئے کیلے (ایک مشہور پھل) کو پیدا فرمایا تاکہ آپ کو کھانے میں تکلیف نہ ہو ۔

یہ واقعہ کئی لوگوں کو اس طرح یاد ہے جیسے مانو انہیں پانی میں گھول کر پلا دیا گیا ہو اور شعبان کا مہینہ آتے ہی وہ اسے اگلنا شروع کر دیتے ہیں لیکن سچ یہ ہے کہ اس واقعے کی کوئی حقیقت نہیں ہے حضرت علامہ مفتی محمد یونس رضا اویسی مد ظلہ العالی لکھتے ہیں کہ یہ روایت نظر سے نہ گزری اور غالباً ایسی روایت ہی نہیں ہے اگرچہ مشہور یہی ہے ۔

(فتاوی بریلی شریف، صفحہ نمبر301)

کچھ علمائے اہل سنت نے اس واقعے کو تحریر فرمایا ہے لیکن وہ قابل قبول نہیں ہے کیونکہ نہ تو اس کی کوئی سند ہے اور نہ کوئی معتبر مآخذ ، چنانچہ فیض ملت ، حضرت علامہ مفتی فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سامنے والے دانت غزوہ احد میں شہید ہوئے اور جب یہ خبر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالی عنہ تک پہنچی تو ایک روایت کے مطابق آپ نے اپنے سامنے والے چاروں دانت نکال دیئے اور کتب سیرت و تاریخ کی مشہور روایت میں ہے کہ یہ خبر سننے پر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالی عنہ کے دانت اپنے آپ جھڑ گئے ۔

(فتاوی اویسیہ، جلد1، صفحہ نمبر288)

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں جو یہ عوام میں مشہور ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عشق رسول میں اپنے دانتوں کو شہید کر دیا، سراسر جھوٹ اور افترا ہے اور جاہلوں کا گڑھا ہوا ہے، اگرچہ بعض تذکرہ کی کتابوں میں اس کا ذکر ملتا ہے لیکن وہ بے دینوں کی ملاوٹ ہے، اس کا ثبوت کسی مستند اور محفوظ کتاب سے نہیں ملتا بلکہ جس طرح یہ واقعہ نقلاً ثابت نہیں اسی طرح عقلاً بھی قابل تسلیم نہیں ہے

(1) نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا کوئی بھی دانت مکمل طور پر شہید نہیں ہوا تھا بلکہ سامنے والے دانت شریف کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا جدا ہوا تھا جس سے نور کے موتیوں کی لڑی میں ایک عجیب حسن کا اضافہ ہوا تھا، جیسا کہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دانت ٹوٹنے کا یہ معنی ہرگز نہیں کہ جڑ سے اکھڑ گیا ہو اور وہاں رخنہ پیدا ہو گیا ہو بلکہ ایک ٹکڑا شریف جدا ہوا تھا

حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے داہنی کے نیچے کی چوکڑی کے ایک دانت شریف کا ایک ٹکڑا ٹوٹا تھا، یہ دانت (مکمل) شہید نہ ہوا تھا۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، جلد8، صفحہ نمبر105، چشتی)

خیال رہے کہ آج تک اکثر دنیا یہی سمجھتی رہی ہے کہ سامنے کے اوپر کے دانت شریف کو کچھ ہوا حالانکہ حقیقت یہی ہے جو ہم نے بیان کی؛ نیچے کے دانت شریف کا مسئلہ ہے اور یہی بات ہمارے مستند محققین علماء نے لکھی ہے۔

جب یہ ثابت ہو گیا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا کوئی دانت مکمل شہید نہیں ہوا تو حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بات جوڑنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے ؟ جب بنیاد ہی ثابت نہیں تو اس پر محل کیسے تعمیر ہو سکتا ہے ؟

خیال رہے کہ حضرت علامہ مفتی فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعے پر ایک رسالہ لکھا ہے جس میں ایک غلطی تو یہ ہے کہ اس میں لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سامنے کے چار دانت شہید ہوئے تھے یعنی جڑ سے نکل گئے تھے لہذا اس رسالے کی تحقیق درست نہیں ہے ۔

(2) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ جو کچھ بھی ہوا وہ کافروں کی طرف سے تھا نہ کہ آپ نے خود کیا تھا تو سوال اٹھتا ہے کہ دانت توڑنا کافروں کی سنت ہے یا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ؟ اسی جنگ احد میں کافروں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چہرہ انور کو زخمی کیا اور سر مبارک پر بھی زخم لگائے اور اسی طرح مکہ مکرمہ میں نماز کی حالت میں آپ پر اوجھڑی ڈالی گئی تو حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سارے کام اپنے ساتھ کیوں نہ کیئے ؟ اس لیے کہ ایک تو یہ جہالت شمار ہوگا اور دوسرا خلاف شرع بھی ۔

جو لوگ اس واقعے کی تائید کرتے ہیں انہیں ہم دعوت دیتے ہیں کہ تم بھی اپنے دانتوں کے ساتھ ایسا کرو کیونکہ تمھارے نزدیک یہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت ہے اور صرف حضرت اویس قرنی کی تخصیص کیوں ، جتنے بھی انبیاء علیہم السّلام ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیاء اللہ علیہم الرّحمہ کے ساتھ ایسے معاملات ہوئے ویسا ہی انہیں بھی اپنے ساتھ کرنا چاہیئے ۔

یہ واقعہ سب سے پہلے صرف "تذکرۃ الاولیاء" میں ملتا ہے جس کے مصنف شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ رافضیوں کے علاقے میں رہتے تھے اور ان کی کتب رافضیوں کے ظلم و زیادتی کا شکار رہی ، ایسے میں ان روایات پر اعتماد کر لینے کے بجائے اہل تحقیق اس کی چھان بین کرنا اپنا فریضہ سمجھتے ہیں ،

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالی کا اپنے دانت شہید کرنے کا واقعہ جسے شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تذکرۃ الاولیاء میں بغیر کسی سند اور معتبر مآخذ کے درج کیا ہے ، جس سے صرف شیعہ حضرات اپنا الو سیدھا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے ماتم پر بطور دلیل پیش کرتے ہیں حالانکہ یہ روایت ائمہ محدثین علیہم الرّحمہ کے نزدیک موضوع روایات کی لمبی فہرست میں شامل ہے اور ۔ پھر جو کیلے (مشہور پھل) کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ خاص آپ کے لیئے اللہ تعالی نے پیدا فرمایا ، اس سے پہلے دنیا میں اس پھل کا نام و نشان نہ تھا ، بالکل غلط ہے کیونکہ تمام کتابوں میں جہاں حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالی عنہ کی غذا کا ذکر ہے وہاں واضح طور پر لکھا ہے کہ آپ کی غذا روٹی اور کھجور تھی اور یہ بھی ظاہر ہے کہ بغیر دانت کے ان کو کھانا مشکل ہے ۔

اب ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے زمین پر تشریف لائے تو اپنے ساتھ عجوہ کھجور ، لیموں اور کیلا لائے ۔

محترم قارئین کرام : اب ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر دلائل کی رو سے دیکھا جائے تو اس واقعے کی کوئی حقیقت ہی نہیں ہے اس کو سب سے پہلے "تذکرۃ الأولیاء" میں فخر الدین العطار

المتوفی 607 ہجری نے نقل کیا ہے جو کہ ایک سنی عالم تھے، انہوں نے بغیر سند کے اسے نقل کیا ہے:

"ثم قال لهما: أنتما محبّي محمد، فهل كسرتم شياَ من أسنانكم كما كسر سنه عليه السلام؟ قالا: لا. فقال: إني قد كسرت بعض أسناني موافقةً له".

ترجمہ: پھر اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے ان دونوں سے کہا کہ کیا تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محب ہو؟ کیا تم نے اپنے دانت توڑے جیسے کہ ان کے دانت ٹوٹے تھے؟ دونوں نے کہا: نہیں۔ پھر حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اپنے کچھ دانتوں کو توڑا تھا جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دانت ٹوٹے تھے۔

(تذكرة الأولياء،)

اس کے علاوہ، علی بن ابراھیم حلبی نے ""السيرة الحلبية"" میں علامہ شعرانی کی ""الطبقات الکبری"" سے نقل کیا ہے:

"وقد روى ... قال: والله ما كسرت رباعيته صلى الله عليه وسلم حتى كسرت رباعيتي، ولا شج وجهه حتى شج وجهي ولا وطئ ظهره حتى وطئ ظهري. هكذا رأيت هذا الكلام في بعض المؤلفات، والله أعلم بالحال هذا كلامه".

ترجمہ: اور مروی ہے کہ ۔۔۔ اویس قرنی رحمہ اللہ نے کہا کہ میں اپنے دانت توڑوں گا جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دانت ٹوٹا۔ اور میں اپنے چہرے کو چوٹ پہنچاؤں گا جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے کو چوٹ پہنچی۔ اور میں اپنی کمر پر قدم رکھواؤں گا جیسے لوگوں نے

رسول اللہ ﷺ کی کمر پر قدم رکھے۔ (مصنف فرماتے ہیں) میں نے اس روایت کو اس طرح سے بعض کتب میں دیکھا ہے اور اللہ جل جلالہ بہتر جانتا ہے اس کا حال (کہ یہ بات ٹھیک ہے یا نہیں)۔
علی بن ابراہیم حلبی نے مزید اس پر کلام کیا:

"ولم أقف على أنه عليه الصلاة والسلام وطىء ظهره في غزوة أحد".

ترجمہ: میں نے یہ بات کہیں بھی نہیں پائی کہ نبی پاک کی کمر مبارک پر قدم رکھے ہوں لوگوں نے غزوہ احد میں۔
(السيرة الحلبية،)

ملا علی بن سلطان القاری نے اپنی کتاب ''المعدن العدني في فضل أويس القرني'' میں نقل کیا ہے:

"اعلم أن ما اشتهر على ألسنة العامة من أن أو يساً قلع جميع أسنانه لشدة أحزانه حين سمع أن سنّ النبي صلى الله عليه وسلم أصيب يوم أحد ولم يعرف خصوص أي سن كان بوجه معتمد، فلا أصلَ له عند العلماء مع أنه مخالف للشريعة الغراء، ولذا لم يفعله أحد من الصحابة الكبراء على أن فعله هذا عبث لايصدر إلا عن السفهاء".

ترجمہ: جان لو کہ لوگوں کی جانب سے جو مشہور کیا جاتا ہے کہ اویسِ قرنی نے اپنے تمام دانت توڑ دیے تھے رسول اللہ ﷺ کے دندان کے ٹوٹنے کے غم میں؛ کیوں کہ انہیں متعین طور پر معلوم نہیں تھا

کہ آپ ﷺ کا کون سا دانت ٹوٹا ہے (تو سارے توڑ دیے)۔ علماء کے نزدیک اس بات کی کوئی بنیاد نہیں، اور یہ خلافِ شریعت ہے۔ اس ہی وجہ سے بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ میں سے (جو اعلیٰ درجے کے عاشق تھے) کسی نے بھی ایسا نہ کیا؛ کیوں کہ یہ ایک عبث فعل ہے اور نادان لوگوں سے ہی صادر ہو سکتا ہے۔

(المعدن العدنی فی فصل اویس قرنی)

شارح بخاری مفتی شریف الحق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ روایت جھوٹ ہے غلط ہے کہ حضرت اویس قرنی نے اپنے دانتوں کو توڑ دیا تھا اور انہیں کھانے کے لیے کسی نے حلوہ دیا تھا

(فتاویٰ شارح بخاری جلد 2 صفحہ 114)

(کیا شب معراج اللہ نے نبی پاک سے لغت علی پر کلام کیا)

عبداللہ بن عمر سے لوط بن یحیی ازدی بیان کرتا ہے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ سے پوچھا گیا کہ شب معراج آپ سے اللہ نے کس لغت پر کلام کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی بن ابی طالب کی لغت میں کلام کیا مجھے الہام ہوا کہ یوں کہو کہ اے اللہ تو نے مجھے خطاب کیا یا پھر علی المرتضی نے تو اللہ نے فرمایا اے احمد میں دنیاوی چیزوں کی طرح کوئی چیز نہیں ہوں اور نہ ہی مجھے لوگوں پر قیاس کیا جا سکتا ہے میں نے تجھے اپنے نور سے بنایا اور پھر تیرے نور سے علی کو پیدا فرمایا میں نے تیرے دل کے رازوں کو دیکھا تو آپ کے دل میں علی سے بڑھ کر کوئی محبوب نہ پایا لہذا میں نے ان کی لغت میں تمہیں خطاب فرمایا تاکہ تمہارا دل مطمئن رہے یہ روایت موضوع اور من گھڑت ہے شیعوں کی بنائی ہوئی ہے

(میزان الکتب صفحہ 373)

(حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق ایک جھوٹی روایت)

ایک بار حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر فاقہ تھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شلوار بازار میں بیچنے کے لیے لے گئے اللہ کو یہ گوارا نہ ہوا کہ میرے محبوب کی صاحبزادی کا شلوار بازار میں بک جائے اور ان سے خرید کر کوئی دوسرا استعمال کرے اللہ نے جبرائیل کو فوراً حکم دیا جاؤ جنت سے پیسے لے لو اور جاکر علی رضی اللہ عنہ سے شلوار خرید لوں اس روایت کے متعلق شارح بخاری حضرت مفتی شریف الحق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ روایت موضوع جھوٹی ہے اس زمانے میں مدینہ پاک میں شلوار تھی ہی نہیں

(فتاوی شارح بخاری جلد 2 صفحہ 62)

(امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے ہیں یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم)؟

خطیب حضرات بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حسین بتاؤ تم بڑے ہو یا ہم تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ بعض معاملوں میں میں بڑا ہوں اور بعض معاملات میں آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کونسے معاملات ہے جس میں حسین تم بڑے ہو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے عرض کی جیسے میرے نانا ہے ویسے آپ کے نانا نہیں ہے جیسے میرے والد ہیں ویسے آپ کے والد نہیں ہے ان معاملات میں میں آپ سے بڑا ہوں اس روایت کے متعلق شارح بخاری مفتی شریف الحق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ روایت من گھڑت موضوع واہیات ہیں اس کا بیان کرنا حرام ہے اور

حسب فرمان حدیث جہنم میں اپنا ٹھکانا بنانا ہے حدیث میں ہے جو مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے

(فتاوی شارح بخاری جلد 1 صفحہ 509)

مذکورہ روایت میں نے خود سنی ہے اور جب میں نے کسی کے ذریعہ حوالہ منگوایا خطیب صاحب نے جواب دیا میں نے یوٹیوب پر سنی تھی اللہ رحم فرمائے بیان کرنے سے پہلے تھوڑا سوچ لیا کرے یہ روایت سے عوام تو خوش ہو جائے گی اور واعظین کی بھی خوب واہ واہ ہو جائے گی کہ بالکل نئ روایت حضرت نے بتائی لیکن اس سے جو دروازہ کھلے گا اس کا اندازہ آپ کو کہا آپ تو عوام کی واہ واہ چاہتے ہیں کل کو آپ کی یہ بیان کردہ جھوٹی روایت بیان کر کے کوئی بولے گا میری سو سال کی عمر ہے میں نے 50 مرتبہ حج کیا رمضان کے 85 مرتبہ مہینے کے روزے رکھے 80 مرتبہ عمرہ کیا 85 سال تراویح پڑھی اور دونوں عیدوں کی نماز پڑھی 80 سال جمعہ ظہر عصر مغرب عشاء فجر پڑھی اور ان سب معاملات میں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا ہو کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم 63سال میں پردہ کرگئے تھے اور میری سو سال یا سو سال سے زیادہ عمر ہے تو میں نے سو سال کی عمر میں یہ یہ کام کئے اور اتنا پایا جبکہ تریسٹھ سال میں میری برابر نہیں ہو سکتا تو لہذا معاذ اللہ میں ان سارے معاملات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا ہوں پھر کل کو کوئی اور یہ کہے گا جب آپ نے اس کا دروازہ ایک فرد کے لیے کھول دیا تو دوسرا بھی اس کو کھولے گا بات کو جتنا طویل کروں گا اتنی زیادہ ہوتی جائے گی لہذا خلاصہ کلام یہ ہے کہ جھوٹی من گھڑت روایت نا تو سننا چاہیے اور نہ ہی بیان کیا جائے اس کا سننا بیان کرنا ناجائز حرام ہے

(کیا روزے محشر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے شہزادوں کا بدلہ طلب کریں گی)

خطیب حضرات ایک روایت یہ بیان کرتے ہیں روز محشر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا ہرا جوڑا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا سرخ جوڑا ہاتھ میں لے کر اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عمامہ شریف سر پر رکھ کر عرش اعظم کی طرف بڑھیں گی کہ مجھے ان سب کا انتقام چاہیے جبرئیل علیہ السلام دوڑتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں گے اور کہیں گے آپ جلدی چلئے کہیں ایسا نہ ہو اللہ عزوجل حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کو دیکھ لے اگر اللہ پاک نے حضرت فاطمہ کو دیکھ لیا تو پھر کوئی بھی انتقام سے نہیں بچ پائے گا پھر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دوڑتے ہوئے آئیں گے اس حال میں کمبل مبارک آدھا زمین پر آدھا کاندھے پر ہوگا اس روایت کے متعلق مفتی شریف الحق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ روایت جھوٹی من گھڑت ہے اس کا بیان کرنا حرام ہے

(فتاوی شارح بخاری جلد 1 صفحہ 509)

اسی سے ملتی ہوئی ایک روایت اور بیان ہوتی ہے جس میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ننگے سر ہونا بیان ہوتا ہے اس روایت کے بارے میں امام اہل سنت اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں یہ سب جھوٹ افتراء ہے

(احکام شریعت صفحہ 160)

(کیا ابو جہل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا تھا)

عموما بیان ہوتا ہے ابو جہل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا تھا

یہ بھی جھوٹ غلط ہے شارح بخاری مفتی شریف الحق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ابو جہل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا تھا یہ غلط ہے ابو جہل قبیلہ بنی مخزوم سے تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنی ہاشم سے تھے پھر ابو جہل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا کیسے ہو سکتا ہے ابو جہل بہت سرکش فسادی کافر تھا کسی سرکش فسادی بد نام آدمی کو شریف عزت دار کا چچا بتایا جائے اور وہ رشتے میں اس کا چچا نہ ہو تو ایک طرح کی گالی ہوتی ہے اسی لئے ابو جہل جیسا فسادی سرکش بد نام آدمی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا ہرگز نہ کہا جائے

(فتاویٰ شارح بخاری جلد 1 صفحہ 411)

(کیا حضرت فاطمہ بنت اسد کو وحی آئی تھی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولادت کعبہ میں ہوئی یا نہیں ہوئی اور اس میں ہمارے اکابر کے کیا اقوال ہے اور اس میں ہماری کیا تحقیق ہے میں اس میں نہیں جاتا کیونکہ پھر گفتگو طویل ہو جائے گی لیکن اس واقعہ کے دوران یہ جو کہا جاتا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولادت کا وقت قریب آیا اور درد زہ ہوا تو اللہ کریم کی طرف سے وحی آئی کہ تو خانہ کعبہ میں جا اور وہاں بچے کی پیدائش کر اس کے متعلق امام اہلسنت سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ جو کہا جاتا ہے کہ فاطمہ بنت اسد کو وحی آئی خانہ کعبہ میں جائے اور وہاں بچے کی پیدائش کر یہ سب جھوٹ اور باطل ہے کیونکہ کوئی بھی اسلامی ہو یا غیر اسلامی فرقہ فاطمہ بنت اسد کی نبوت کا قائل نہیں ہے

(فتاوی رضویہ جلد 15 صفحہ 196)

٦٥

(کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے نے زنا کیا تھا)

ایک روایت یہ بیان کی جاتی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے المعروف ابو شحمہ نے ایک یہودی عورت کے شراب پلانے پر شراب پی اور اس کے ساتھ زنا کیا جس سے اس کو حمل ہوا اور بچے کو اس عورت نے جنا اور وہ بچہ لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس وقت مسجد میں تقریر فرما رہے تھے آپ نے اس عورت سے کہا یہ بچہ حلالی ہے یا حرامی اس عورت نے کہا یہ بچہ حرامی ہے آپ کے بیٹے ابو شحمہ کے زنا سے یہ پیدا ہوا ہے یہ سنتے ہی حضرت عمر نے افلاح نام کے ایک جلاد سے ابو شحمہ کے کپڑے اتروا کر بے حرمتی کے ساتھ زور زور سے کوڑے لگاوائے چند کوڑے لگتے ہی زمین پر گر پڑے انتقال کر گئے باقی کوڑے ان کی لاش کو مارے گئے یہ روایت موضوع من گھڑت ہے اس روایت کے موضوع ہونے کے لیے اتنا کافی ہے کہ ہماری شریعت مطہرہ ہرگز یہ حکم نہیں دیتی کہ مردہ انسان پر حد جاری کی جائے اسے کوڑے مارے جائے اور پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی جو کہ کتاب و سنت کا بے شمار علم رکھتے ہیں جو کی مجتہد بھی ہے وہ ایسا خلاف شرع کام کریں گے ہرگز نہیں اور نہ ہم ان کے بارے میں ایسا گمان کر سکتے ہیں اس روایت کے متعلق امام ابن جوزی رحمتۃ اللہ علیہ فرماتے ہے

هاذا حديث موضوع وضعه جهال القصاص ليكون سببا فی تكبية العوام والنساء

یہ من گھڑت حدیث ہے جاھل قصہ گو نے اسے عورتیں اور عوام کے رونے دھونے کے لئے گڑھا ہے

الموضوعات جلد 3 صفحہ 273

امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت میں نے مختصر سی بیان کی ہے جسے شوق ہو وہ پوری عبارت الموضوعات میں دیکھے کہ آپ نے کیا کیا کہا اس واقعہ کے تعلق سے امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ امام ذھبی امام ابن حجر امام جلال الدین سیوطی نے بھی اس کو موضوع من گھڑت قرار دیا ہے

(بکری کان جھاڑتے ہوئے کھڑی ہوگئی)

یہ واقعہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے اسی واقعہ سے جوڑا جاتا ہے جس میں تھوڑا سا کھانا تمام صحابہ کو کفایت کرتا ہے جو کے بالکل صحیح واقہ ہے اسی کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے بچوں کا زندہ ہونے والا واقعہ بھی جوڑا جاتا ہے جس کے بارے میں ہم پیچھے وضاحت کر چکے ہیں اسی واقعہ کے ساتھ یہ واقعہ بھی جوڑا جاتا ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کھانا تناول فرمانے لگے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا تم میں سے کوئی بھی کھانا کھاتے ہوئے ہڈیوں کو نہ توڑے جب سب نے کھانا کھا لیا تو ساری ہڈیوں کو جمع کیا گیا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ہڈیوں پر کچھ پڑھا اور ان پر گوشت پوشت چڑھا اور دیکھتے ہی دیکھتے بکری کان جھاڑتے ہوئے کھڑی ہوگئ اس روایت کے متعلق مواہب اللدنیہ میں امام قسطلانی فرماتے ہے واللہ اعلم یعنی اس روایت کی حقیقت اور صحت کیا ہے اللہ تعالی ہی جانتا ہے

(المواہب اللدنیہ جلد 2 صفحہ نمبر 578)

امام زرقانی شرح زرقانی علی المواہب میں اس روایت کے متعلق فرماتے ہے

فاللہ اعلم بصحتہ

یعنی اللہ ہی اس روایت کی حقیقت اور صحت کو جانتا ہے

شرح زرقانی علی المواہب جلد 7 صفحہ 66

٦٧

(کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دجال کو تلوار ماری تھی)

یہ روایت لوگوں میں زیادہ مشہور ہے کہ دجال کو تلوار ماری روایت بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال سے ملاقات کی اور دجال اپنی اصل صورت پر تھا جیسے کی خروج کے وقت ہوگا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ممانعت پر کان نہ دھرتے ہوئے دجال کو تلوار ماردی جو اس کو نہیں لگی بلکہ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مبارک پیشانی پر لگی جس سے بہت زیادہ خون جاری ہوا اور پیشانی پر زخم کا نشان باقی رہا اس روایت کے متعلق امام اہلسنت سیدی اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں یہ خالص جھوٹ اور افتراء ہے یقیناً رافضیوں کی من گھڑت روایتوں میں سے ہے اللہ انہیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں

(فتاوی رضویہ جلد 26 صفحہ 628)

(فقر میرا فخر ہے)

خطیب حضرات غریبی تنگدستی سے مایوسی دور کرنے کے لیے روایت بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فقر میرا فخر ہے اور اس پر میں فخر کرتا ہوں

اس روایت کے بارے میں امام اہل سنت اعلی حضرت فرماتے ہیں یہ موضوع اور من گھڑت روایت ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح طور پر یہ ثابت ہے کہ فقر کے فتنے سے پناہ مانگا کرتے تھے جیسا کی مالداری کے فتنے سے پناہ مانگا کرتے تھے

(فتاوی رضویہ جلد 14 صفحہ 638)

(جو بھی جماعت جمع ہوتی ہے اس میں اللہ کا ولی بھی موجود ہوتا ہے)

ایک روایت یہ بیان کی جاتی ہے جو کوئی جماعت جمع ہوتی ہے ان میں ایک اللہ کا ولی بھی موجود ہوتا ہے اس ولی اللہ کی خبر نہ لوگوں کو ہوتی ہے اور نہ خود اس کو ہوتی ہے اس روایت کے متعلق محدثین فرماتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں ہے نیز یہ فاسد باطل معنی کلام ہے کیونکہ فاسق و فاجر و کافروں کی بھی جماعتیں جمع ہوتی ہے جو آخر کار اپنے کفر فسق میں مر جاتے ہیں تو اب یہ کہنا کیسے صحیح ہوگا کہ ہر جماعت میں اللہ کا ولی ہوتا ہے

امام علی بن علی بن محمد جو قاضی ابن ابی العزر کے نام سے معروف ہے شرح عقیدۃ الطحاویۃ میں لکھتے ہے

و اما ما یروی مرفوعا الی النبی انه قال ـمامن جماعة اجتمعت الا و فیهم ولی الله لاهم یدرون به، ولا هو یدری بنفسه فلا اصل له وهو کلام باطل ، فان الجماة قد یکونون کفرا، وقد یکونون فساقا یموتون علی الفسق

ترجمہ، جہاں تک اس مرفوع روایت کی بات ہے تو اسکی کوئی اصل نہیں ہے نیز یہ باطل فاسد معنی کلام ہے کیوں کہ فاسقوں کافروں کی بھی جماعتیں ہوتی ہیں جو اخر کار اپنے کفر فسق پر مر جاتی ہے

ابن تیمیہ اپنے فتاوی میں اس روایت کے متعلق لکھتے ہے

فمن الاکذیب لیس فی شیء من دواوین الاسلام

جھوٹی بناوٹی باتوں میں سے ایک ہے اسلامی کتابوں میں سے کسی بھی کتاب میں نہیں ہے،،

علامہ عجلونی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی اس تحقیق سے اتفاق کرتے ہے اس کو موضوع قرار دیا ہے

الامام علی القاری الہروی المکی رحمتہ اللہ علیہ المصنوع میں فرماتے ہے

ما من جماعة اجتمعت الا وفيهم ولی الله لا هم يدرون ولا هو يدری بنفسه لا اصل له و هو كلام باطل فان الجماعة قد تكون كفارا او قد تكون فجارا يموتون على الكفر و الفجور

جو بھی جماعت جمع ہوتی ہے ان میں ایک اللہ کا ولی ہوتا ہے اس کی پہچان لوگوں کو نہیں ہوتی ہے اور نہ وہ خود کو پہچان پاتا ہے اس روایت کی کوئی اصل نہیں ہے یہ روایت باطل فاسد معنی کلام ہے کیونکہ فاسق فاجر اور کافروں کی بھی جماعت ہوتی ہیں جو کہ آخر کار اپنے کفر اور فسق میں مر جاتے ہیں

(المصنوع حدیث نمبر 288)

بعض لوگ فرماتے ہیں اللہ کے ولی بے شمار ہیں جہاں چالیس نیک صالح مسلمان جمع ہوتے ہیں وہاں ایک دو ولی ضرور ہوتے ہیں اور دلیل میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں حضرت کریب ابن عباس کے مولی سے وہ عبداللہ ابن عباس سے راوی کہ ان کا فرزند قدید یا عسفان وفات پا گیا تو آپ نے فرمایا دیکھو کتنے لوگ جمع ہیں میں نے خبر دی کچھ لوگ جمع ہیں آپ نے فرمایا کہ تم کہہ سکتے ہو چالیس لوگ ہیں تو میں نے کہا ہاں فرمایا میت کو لاؤ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہوئے سنا ایسا کوئ مسلمان نہیں جو مرجائے اور جنازہ میں چالیس ادمی ہوں جو اللہ کا شریک نہ بناتے ہوں اللہ ان کی سفارش اس میت کے بارے میں ضرور قبول فرماتا ہے اس حدیث سے پتا چلا جہاں چالیس مسلمان جمع ہوں وہاں ایک اللہ کا ولی ضرور ہوتا ہے

جو حضرات اس روایت کو دلیل بنا کر یہ ثابت کرنا چاہتے ہے کہ

جہاں چالیس مسلمان جمع ہوں وہاں اللہ کا ولی ضرور ہوتا ہے
ان کا اس حدیث سے دلیل پکڑنا صحیح نہیں کیوں کہ حدیث میں کہا گیا جو اللہ کا شریک نہ کرتے ہو تو اللہ ان کی سفارش قبول کرتا ہے
اس سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ ان میں اللہ کا ولی ضرور ہوتا ہے بلکہ جو کوئ اللہ کا شریک نہ کرتا ہو اللہ اس کی دعا قبول کرتا ہے اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے اور جب کہ دیکھ نے میں اتا ہے اللہ سب کلمہ گو کی دعا قبول کرتا ہے نیک ہو یا بد ہو اور فر یہ کہنا کی جہاں چالیس مسلمان نیک صالح جمع ہوں ان میں ایک یا دو ولی ہوتے ہے یہ کیسے پتا چلا بلکہ ہم تو یہ کہتے ہے جہاں نیک صالح چالیس جمع ہو وہ کیا معلوم سب کے سب ولی ہو یا ان میں دس بیس تیش پانچ ایک سے لیکر پورے چالیس تک کا احتمال ہے تو اس کو ایک یا دو سے مقید کرنا کس دلیل کی بنا پر ہے یہ کہاں سے صحیح ہے جبکی نیک متقی صالح چالیس ہے تو ولی کا احتمال تو ہر ایک میں ہے اور اس بارے میں کوئی روایت بھی نہیں جس کی وجہ سے کہا جائے ضرور ولی ہوتا ہے
نیز یہ جو روایت بیان ہوتی ہے
جہاں چالیس جمع ہوں وہاں اللہ کا ولی بھی ہوتا ہے اس روایت میں نکرہ تحت نفی ہے جو کی عموم کا فائدہ دیتا ہے جس کا مطلب اب یہ ہوگا دنیا کی کوئ بھی جماعت ہو وہاں اللہ کا ولی ہوگا اور ظاہر ہے یہ بات ہر گز صحیح نہیں ہو سکتی
بقول ابن تیمیہ کے جھوٹ خلاف واقع بات ہے اور ظاہر ہے کہ ایسی بات کا صدور نبی کریم کے مقام بلند کے اگے ناممکن ہے

(وطن کی محبت ایمان ہے)

علماء و عوام میں بے حد مشہور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وطن کی محبت ایمان میں سے ہے لیکن علم حدیث کے ماہرین محقق محدثین کے نزدیک یہ موضوع من گھڑت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت ہی نہیں

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

لم اقف علیه و معناه صحیح

ترجمہ میں اس سے واقف نہیں ہو پایا لیکن اس کا معنی صحیح ہے

(مقاصد الحسنہ حدیث نمبر 386)

علامہ علی قاری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

لا اصل له عند الحفاظ

ترجمہ حافظ الحدیث محدثین کے نزدیک اس کی کوئی اصل نہیں ہے

(المصنوع حدیث نمبر 106)

ان محدثین کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی اس روایت کو موضوع من گھڑت کہاں ہے ان سب کا ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ایسی روایت جس کی اصل نہ ہو اس کو سننا بیان کرنا ناجائز ہے نیز جو کوئی وطن کے لیے اپنی جان قربان کر دے وہ دین اسلام کے لیے نہیں مرے گا بلکہ صرف اپنے ملک کے لیے مرے گا جسے شرع شریف کی نظر میں اس کو شہید نہیں کہا جائے گا ہاں وطن سے محبت کرنا یہ فطری بات ہے خود ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وطن سے محبت کرتے تھے

(کیا گلاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینے سے پیدا کیا گیا)

بعض موضوع من گھڑت حدیث قدیم زمانے سے چلی آرہی ہیں اور حضرات محدثین و علماء دین برابر اعلان کرتے رہے ہیں

کتابوں میں لکھتے رہے ہیں کہ یہ روایت جھوٹ ہے اور موضوع ہے گھڑی ہوئی ہے اس کو بیان کرنا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنا ہے ان کا سننا سنانا ناجائز ہے

لیکن افسوس ایک طبقہ ایسی جھوٹی روایت بیان کرنے کا دل فیک عاشق ہے انہیں جھوٹی من گھڑت روایات میں سے ایک روایت یہ بھی ہے کی گلاب کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک پسینے سے پیدا کیا گیا ہے

اور ایک روایت یہ بھی بیان کی جاتی ہے جو کہ فقیر حنفی نے بھی سنی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گلاب میرے عرق خوش رنگ سے پیدا کیا گیا ہے جو میری خوشبو سونگھنے کی خواہش رکھتا ہو اس کو چاہیے گلاب کو سونگ لے اور ایک روایت یہ بھی ہے

شب معراج کی رات میرا کچھ پسینہ زمین پر گرا تو اس سے گلاب نکلا ہے جو میری خوشبو سونگنا چاہے وہ گلاب کو سونگ لے

ایک روایت یہ بھی ہے سفید گلاب میرے پسینے سے اور لال گلاب جبرئیل کے پسینے سے اور پیلا گلاب کو براق کے پسینے سے بنایا گیا ان روایات کی سندوں میں ایسے راوی ہیں جو کذاب وضع مہتم متروک ہے اسی لیے یہ روایت موضوع اور من گھڑت قرار دی گئی ہے

امام ابن جوزی نے الموضوعات میں ان سب روایات کی تحقیق کرنے کے بعد موضوع من گھڑت ہونے کا حکم دیا ہے

امام ابن حجر نے اس کے موضوع ہونے کا حکم دیا ہے ان سے پہلے ابن عساکر نے موضوع ہونے کا حکم لگایا ہے امام سیوطی نے اسے موضوع کہا علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے موضوع کہا

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

قال النووی لا یصح وکذا قال شیخنا انه موضوع و سبقه لذلك ابن عساكر

امام نووی نے کہا یہ صحیح نہیں ہے اور ہمارے شیخ ابن حجر نے اسے موضوع کہا ہے ان سے پہلے ابن عساکر نے موضوع کہا ہے،

(مقاصد الحسنہ حدیث نمبر 260)

(موضوعات کبیر حدیث نمبر 298)

(کشف الخفاء حدیث نمبر 798)

(جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا اس نے اللہ کو پہچان لیا)

خطیب حضرات کی زبانوں پر مذکورہ کلام حدیث رسول کی حیثیت سے بیان کیا جاتا ہے اور اس موضوع حدیث کی شہرت شدت کا اندازہ اس بات سے لگایا جائے کی صرف ایک روایت کی تحقیق کے لئے امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کو مستقل ایک رسالہ تحریر کرنے پر مجبور ہونا پڑا جس کا نام ہے

القول الاشبه فی حدیث من عرف نفسه فقد عرف ربه

اس رسالہ میں آپ نے تحقیق و تفصیل سے ثابت کیا ہے کہ یہ روایت موضوع و من گھڑت ہے امام سیوطی رحمتہ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی اس روایت کو موضوع من گھڑت قرار دیا ہے

(مقاصد الحسنہ)

(کشف الخفاء)

(المصنوع)

(عالم و طالب علم کی برکت سے عذاب اٹھ جاتا ہے)

علم و علماء کی فضیلت میں یہ روایت بیان کی جاتی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عالم یا طالب علم کسی بستی سے گزرتے ہیں تو اللہ پاک اس بستی کے قبرستان سے چالیس دنوں تک عذاب اٹھا لیتا ہے یہ روایت محدثین کے نزدیک بے اصل و موضوع ہے اس روایت کے متعلق امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں **لا اصل له** یعنی اس کی کوئی اصل نہیں

اس جیسی ایک روایت اور علامہ عجلونی نے کشف الخفاء میں ذکر کی ہے آپ فرماتے ہیں کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کے حق میں اللہ کریم عذاب کا فیصلہ فرما دیتا ہے مگر ان کے بچوں میں سے کوئی بچہ الحمد اللہ رب العالمین پڑھنا شروع کرتا ہے اور اللہ کریم سن لیتا ہے تو پھر اللہ کریم ان لوگوں سے چالیس سال کے عذاب کو دور کر دیتا ہے اس روایت کے بارے میں علامہ عجلونی لکھتے ہیں

فانہ موضوع کما قالہ الحافظ العراقی وغیرہ

ترجمہ یہ روایت موضوع ہے جیسا کہ حافظ عراقی و دیگر محدثین نے فرمایا

(کشف الخفاء حدیث نمبر 672)

نیز علامہ علی قاری نے موضوعات کبری اور صغری میں اس روایت کو موضوع اور بے اصل قرار دیا ہے آپ فرماتے ہے

ان العالم والمتعلم اذا مرا علی قریة فان الله تعالی یرفع العذاب عن مقبرة تلك القریة اربعین یوم فقال الحافظ جلال الدین لا اصل له

ترجمہ جب عالم اور طالب علم کسی بستی سے گزرتے ہیں تو وہاں کے قبرستان سے اللہ چالیس دن تک عذاب اٹھا لیتا ہے حافظ جلال الدین رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس روایت کی کوئی اصل نہیں ہے

(موضوعات کبیر حدیث نمبر 261)

(عالم کے پیچھے ایک نماز چار ہزار چار سو چالیس نماز کے برابر ہے)

الصلاوة خلف الامام باربعة الاف واربع ماة و اربعين صلاوة

ترجمہ عالم کے پیچھے ایک چار ہزار چار سو چالیس نماز کے برابر ہے اس روایت کے متعلق امام سخاوی رحمتہ اللہ علیہ شیخ عجلونی علامہ طاہر پٹنی علامہ القاری علامہ شوکانی ان سب حضرات کے نزدیک یہ روایت باطل بے سند موضوع ہے مقاصد الحسنہ میں امام سخاوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

هو باطل كما قال شيخنا

یعنی یہ روایت باطل ہے جیسا کہ ہمارے شیخ ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

(مقاصد الحسنہ حدیث نمبر638)

(کشف الخفاء حدیث نمبر 1610)

(المصنوع حدیث نمبر 178)

(باپ کی دعا اولاد کے حق میں ایسی ہے جیسے نبی کی دعا اپنی امت کے لئے)

یہ روایت موضوع ہے خطیب حضرات باپ کا مرتبہ بتانے کے لئے یہ روایت بیان کرتے ہیں لیکن محدثین نے اس روایت کو موضوع فرمایا ہے امام ابن جوزی امام سیوطی امام عجلونی و دیگر محدثین نے

اس کو موضوع قرار دیا ہے امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ الموضوعات جلد 2 صفحہ نمبر 280 پر لکھتے ہیں

قال احمد بن حنبل رحمته الله عليه هاذا حديث باطل منكر و سعيد ليس حدثيه بشئ

ترجمہ یہ روایت باطل ہے منکر ہے اس روایت میں سعید ہے جو کہ مجروح ہے اس کی حدیث ساقت الاعتبار ہے اور محدثین کی زبان پر وہ لیس بشئ ہے

(آخرت کے بارے میں تھوڑی غوروفکر کرنا ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے)

آخرت کی غور و فکر کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے یہ روایت بیان ہوتی ہے کہ آخرت کے بارے میں تھوڑی غور و فکر کرنا ساٹھ سال یا ایک سال کی عبادت سے افضل ہے یہ روایت موضوع و من گھڑت ہے شیخ عجلونی علامہ علی قاری علامہ شوکانی ابن جوزی وغیرہ اس روایت کو موضوع قرار دیتے ہیں

علامہ علی قاری فرماتے ہیں

تفكر سعاته خير من عبادة سنةليس بحديث انما هو من كلام السرى سقطى رحمته الله عليه

ترجمہ یہ حدیث نہیں ہے بلکہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے (المصنوع حدیث نمبر 94)

امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"

هاذا حديث لا يصح و فى الاسناد كذابان فماافلت وضعه من احد هما اسحاق بن نجيح قال احمد هوا كذب الناس وقال يحيى هو معروف بالكذب و وضع الحديث وقال الفلاس كان يضع الحديث على رسول الله صلى الله عليه وسلم صراحا و الثانى عثمان قال ابن حبان يضع الحديث على الثقاة

ترجمہ یہ روایت صحیح نہیں ہے اس روایت میں دو جھوٹے راوی ہیں اسحاق بن نجیح حدیث گھڑتا تھا۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں وہ سب سے زیادہ جھوٹا ہے لوگوں میں۔ اور یحیی فرماتے ہیں وہ جھوٹا ہونے میں معروف ہے اور وہ حدیث گھڑتا تھا اپنے پاس سےاور فلاس نے فرمایا وہ حدیث کو گھڑتا تھا اور اس کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتا تھا

اور اس روایت کی سند میں دوسرا جھوٹا راوی عثمان ہے ابن حبان نے فرمایا یہ حدیث گھڑتا تھا اور اس کی نسبت ثقہ راوی کی طرف کرتا تھا

اس حدیث کے راویوں پر امام ذہبی نے بھی میزان الاعتدال میں کافی جرح کی ہے اور ان کی وضع کردہ روایت کو بھی ذکر کیا ہے میزان الاعتدال کی عبارت لکھ کر اس پر اور زیادہ بحث کرنا نہیں چاہتا جس کو شوق ہو وہ میزان الاعتدال کی پہلی جلد میں دیکھے کیوں کہ جتنی جرح میں نے یہاں پر کی ہے انصاف پسندوں کے لیے کافی ہے مگر یہ بات یاد رہے کہ اس روایت کو بعض محدثین نے

اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے امام سیوطی نے امام غزالی وغیرہ نے اور بعض نے اس روایت کو بہت شدید ضعیف کہا ہے

اقول میں کہتا ہوں جب جمہور محدثین نے اسے موضوع کہا اور اپنے موضوعات کی کتابوں میں اسے لکھا ہے تو اس کو بیان کرنے سے بچا جائے اور اگر بیان کرنا ہی ہو تو اس کی صراحت کر دی جائے کہ یہ روایت موضوع ہے یا شدید ضعیف ہے واللہ اعلم بالصواب

(فقیر حنفی)

(غوث اعظم کے دھوبی کے واقعہ کی تحقیق)

خطیب حضرات بڑے جوش و خروش کے ساتھ یہ روایت بیان کرتے ہیں غوث اعظم کا دھوبی جب مر گیا اس سے فرشتے قبر میں سوالات کرنے آئے تو بار بار یہ جواب دیتا کہ میں غوث اعظم کا دھوبی ہو تو اسے بخش دیا گیا

یہ روایت بھی موضوع من گھڑت اور جھوٹی ہے اس روایت کے متعلق فقیہ ملت مفتی جلال الدین فرماتے ہیں

یہ روایت بے اصل ہے اس کا بیان کرنا صحیح نہیں لہذا جس نے یہ بیان کیا وہ اس سے رجوع کرے اور آئندہ یہ روایت بیان نہ کرنے کا عہد کرے اگر وہ ایسا نہ کرے تو معتبر کتاب سے اس روایت کو ثابت کرے

(فتاوی فقیہ ملت جلد 2 صفحہ نمبر 411)

شارح بخاری حضرت علامہ مفتی شریف الحق رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کے متعلق لکھتے ہیں

یہ روایت نہ میں نے کسی کتاب میں دیکھی اور نہ ہی کسی سے سنی احادیث میں تصریح ہے کہ مرنے والا مومن ہوتا ہے تو تینوں سوالوں کے جواب دے دیتا ہے منافق یا کافر ہوتا ہے تو وہ کہتا ہے ہائے میں نہیں جانتا لہذا یہ روایت حدیث کے خلاف ہے مگر یہ بات بھی حق ہے اللہ کے ولی اپنے مریدوں کی قبر میں نکیرین کے سوالات کے وقت تشریف لاتے ہیں اور جواب میں آسانی پیدا کرتے ہیں

(فتاویٰ شارح بخاری جلد 2 صفحہ نمبر 125)

(کیا حضور غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ اور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات ہوئی)

چند غیر معتبر کتابوں میں اس طرح کے واقعات درج ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور غوث پاک اور سرکار غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کی ملاقات ہوئی ہے لیکن حقیقت یہ ہے دونوں بزرگوں کی آپس میں ملاقات ثابت نہیں ہے اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے شارح بخاری حضرت مفتی شریف الحق رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اس پر سارے مؤرخین کا اتفاق ہے سرکار غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا وصال 561 ھ میں ہوا اس پر بھی قریب قریب اتفاق ہے کہ حضور غریب نواز نے 15 سال کی عمر سے علم ظاہر کے حصول کے لیے سفر کیا ایک مدت تک آپ سمر قند وبخارا میں علم حاصل کرتے رہے علوم ظاہرہ کی تکمیل کے بعد مرشد کی تلاش میں نکلے پھر بیس سال تک مرشد کی خدمت میں حاضر رہے بیس سال کے بعد خلافت سے سرفراز فرمائے گئے پھر مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہندوستان کی ولایت عطا فرمائی اب حساب لگائے کی 15 سال کی عمر تک حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ اپنے وطن میں رہے اور بیس سال تک علوم ظاہر طلب فرماتے رہے تو یہ بیس اور پندرہ 35 سال ہوگئے 537 ہجری میں ولادت ہوئی 35 سال تک علوم ظاہر کی طلب میں رہے 537+ 35 یعنی 572 ھ میں آپ نے عراق کا رخ کیا جب کہ حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا وصال 561 میں ہو چکا تھا یعنی حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے جب عراق کا رخ کیا اس سے گیارہ سال پہلے ہی حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوچکا تھا پھر ملاقات کیسے ہوئی

(فتاوی شارح بخاری جلد 2 صفحہ نمبر 128)

اس تفصیل سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ اور حضور غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات ثابت نہیں ہے اور جب ملاقات ہی ثابت نہیں تو تمام روایت غیر معتبر ہیں جن میں ملاقات کا ذکر ہے مثلا مردہ قوال کا واقعہ اور فجر کی نماز کا واقعہ جس میں غریب نواز غوث پاک کے پیچھے نماز پڑھنے کے لئے لوگوں کو جمع کرتے ہیں یہ تمام روایت غیر معتبر بے سند ہیں لہذا ایسی روایات کرنے سے بچا جائے

(جا تجھے سات بیٹے ہوں گے)

حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت بتا کر یہ روایت بیان کی جاتی ہے اور کچھ تقریر کی کتابوں میں بھی یہ روایت موجود ہے جو کی بے سند اور غیر معتبر ہے آپ کی خدمت میں ایک عورت آتی ہے اور کہا یا حضرت مجھے بیٹا عطا فرمائے آپ نے فرمایا

لوح محفوظ میں تیری قسمت میں بیٹا نہیں ہے عورت نے کہا اگر لوح محفوظ پر ہوتا تو آپ کے پاس کیوں آتی آپ نے اللہ سے عرض کی اس کو بیٹا دے دے جواب آیا لوح محفوظ میں نہیں ہے عرض کیا دو بیٹے دے دے حکم ہوا جب ایک بیٹا نہیں تو دو کہاں سے دوں عرض کی تین بیٹے دے ارشاد ہوا کہ ایک بھی نہیں تو تین کہاں سے دوں اس کی تقدیر میں بالکل نہیں ہے جب وہ عورت نہ امید ہوگئ تو غوث پاک نے غصے میں آکر اپنے دروازے کی خاک سے تعویذ بنا کر دے دی اور کہا جا تجھے سات بیٹے ہوں گے وہ عورت خوش ہو کر چلی گئ اور اس کے سات بیٹے پیدا ہوئ اس روایت کے متعلق حضرت علامہ مفتی شاہ محمد اجمل قادری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ کسی معتبر و مستند کتاب میں نظر سے نہ گزرا اور بظاہر بے اصل اور لغو واہیات معلوم ہوتا ہے ان سے احتراز کرنا چاہیے اور بہجۃالاسرار سے حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی کرامت بیان کرنی چاہیے

(فتاوی اجملیہ جلد 4 صفحہ نمبر 9)

(کیا غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے روح چھین لی تھی)

غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت بتاتے ہوئ خطیب حضرات یہ بیان کرتے ہیں آپ کا ایک خادم فوت ہو گیا اس کی بیوی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئ اور آہ و زاری کرنے لگی اس نے آپ سے اپنے شوہر کے زندہ ہونے کی التجا کی اپ نے اپنے علم باطن سے دیکھا کہ ملک الموت اس دن کی تمام قبض کی ہوئ روحوں کو لے کر آسمان پر جا رہے ہیں آپ نے انہیں روکا اور کہا میرے خادم کی روح کو واپس کر دے ملک الموت نے یہ کہہ کر منع کردیا کہ یہ روح

میں نے اللہ کے حکم سے قبض کی ہے جب ملک الموت نے روح کو واپس نہیں کیا تو آپ نے اس سے روح کی ٹوکری جس میں اس دن کی قبض کی گئی تمام روح تھی وہ چھین لی اس سے ہوا یہ کہ تمام روحیں اپنے اپنے جسموں کے اندر واپس لوٹ گئی ملک الموت نے اللہ سے عرض کی مولا تو تو جانتا ہے آج میرے اور عبدالقادر کے درمیان جو بھی ہوا اس نے تمام روحوں کو چھین لیا اس پر اللہ نے فرمایا بے شک عبدالقادر میرا محبوب ہے تو نے اس کے خادم کی روح کو واپس کیوں نہیں کیا اگر ایک روح کو دے دیتا تو اتنی روح اپنے ہاتھ سے دیکر پریشان نہیں ہوتا اس روایت کے متعلق

امام اہلسنت اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں یہ روایت ابلیس کی گھڑی ہوئی ہے اس کا سننا بیان کرنا دونوں حرام ہے اس میں حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی سخت توہین ہے حضرت عزرائیل علیہ السلام مرسلین ملائیکہ میں سے ہیں اور مرسلین ملائکہ بالاجماع تمام غیر انبیاء سے افضل ہیں اور توہین رسول کفر ہے

(فتاوی رضویہ جلد 29 صفحہ نمبر 629)

(کیا غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ پہلے حنفی تھے بعد میں حنبلی ہوئے)

ایک روایت یہ بیان کی جاتی ہے اور خطیب حضرات بھی خوب جوش و خروش کے ساتھ یہ بیان کرتے ہیں کہ غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ پہلے حنفی تھے غوث اعظم نے خواب دیکھا کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرا مذہب کمزور ہوا جاتا ہے لہذا تم میرے مذہب میں آئے میرے مذہب کی تقویت ہو جائے گی اسی لیے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ حنفی سے حنبلی ہو گئے اس روایت کی بابت امام اہلسنت حضور سیدی اعلی حضرت رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

میں نے اللہ کے حکم سے قبض کی ہے جب ملک الموت نے روح کو واپس نہیں کیا تو آپ نے اس سے روح کی ٹوکری جس میں اس دن کی قبض کی گئی تمام روح تھی وہ چھین لی اس سے ہوا یہ کہ تمام روحیں اپنے اپنے جسموں کے اندر واپس لوٹ گئی ملک الموت نے اللہ سے عرض کی مولا تو تو جانتا ہے آج میرے اور عبدالقادر کے درمیان جو بھی ہوا اس نے تمام روحوں کو چھین لیا اس پر اللہ نے فرمایا بے شک عبدالقادر میرا محبوب ہے تو نے اس کے خادم کی روح کو واپس کیوں نہیں کیا اگر ایک روح کو دے دیتا تو اتنی روح اپنے ہاتھ سے دیکر پریشان نہیں ہوتا اس روایت کے متعلق

امام اہلسنت اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں یہ روایت ابلیس کی گھڑی ہوئی ہے اس کا سننا بیان کرنا دونوں حرام ہے اس میں حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی سخت توہین ہے حضرت عزرائیل علیہ السلام مرسلین ملائیکہ میں سے ہیں اور مرسلین ملائکہ بالاجماع تمام غیر انبیاء سے افضل ہیں اور توہین رسول کفر ہے

(فتاوی رضویہ جلد 29 صفحہ نمبر 629)

(کیا غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ پہلے حنفی تھے بعد میں حنبلی ہوئے)

ایک روایت یہ بیان کی جاتی ہے اور خطیب حضرات بھی خوب جوش و خروش کے ساتھ یہ بیان کرتے ہیں کہ غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ پہلے حنفی تھے غوث اعظم نے خواب دیکھا کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرا مذہب کمزور ہوا جاتا ہے لہذا تم میرے مذہب میں آئے میرے مذہب کی تقویت ہو جائے گی اسی لیے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ حنفی سے حنبلی ہو گئے اس روایت کی بابت امام اہلسنت حضور سیدی اعلی حضرت رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

یہ روایت صحیح نہیں ہے حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ سے حنبلی تھے اور جب آپ کو منصب اجتہاد مطلق حاصل ہوا مذہب حنبلی کو کمزور ہوتا دیکھا تو اس کے مطابق فتوی دیا حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ محی الدین اور دین متین کے یہ چار ستون ہیں لوگوں کی طرف سے جس ستون میں کمزوری آتی دیکھی اس کی تقویت فرمائی واللہ اعلم

(فتاوی رضویہ جلد 26 صفحہ نمبر 433)

(کیا مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی قبر پر پیشاب کرنے کی وصیت کی تھی)

خطیب حضرات ایک روایت حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے تعلق سے بیان کرتے ہیں فقیر حنفی نے بھی ایک مقرر کی زبانی یہ روایت سنی تھی امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی وصیت میں فرمایا میں نے اللہ کے رسول کی تمام سنتوں پر عمل کیا ہے لیکن ابھی ایک سنت باقی رہ گئی ہے وہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں ایک مرتبہ امام حسین نے پیشاب کر دیا تھا میرے کوئی نواسہ نہیں ہے کہ میں سنت کو ادا کر سکوں میری بیٹی کو جب لڑکا پیدا ہو تو آپ میری قبر پر لا کر اسے پیشاب کرانا اور پھر اسے دھو ڈالنا تاکہ سنت ادا ہو سکے اس روایت کے متعلق شارح بخاری مفتی شریف الحق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

یہ روایت سراسر جھوٹ من گھڑت ہے نہ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے یہ وصیت فرمائی نہ اس پر عمل ہوا بلکہ احادیث میں کہیں مذکور نہیں ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے یا امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضور کے زانو مبارک پر پیشاب کیا ہو

اس کا امکان تو ہے ایسا ہوا ہوں مگر احادیث میں مذکور نہیں تو اس جاھل نے اس روایت میں تین افتراء کیا ایک یہ کہ امام حسین نے زانو مبارک پر پیشاب کیا دوسرا یہ کہ امام ربانی نے یہ وصیت کی جو کہ ناجائز و گناہ ہے کسی مسلمان کی قبر پر پیشاب کرنا کرانا ناجائز وہ گناہ ہے مجدد صاحب ایسی وصیت کرے جو کہ ناجائز ہو یہ ان کی ذات کو مجروح کرنا ہے خلاصہ یہ ہے کہ یہ شخص پکا جاھل نہ خدا ترس بے باک نیڈر ہیں اور بحکم حدیث مستحق جہنم ہے جو من میں آتا ہے بکتا ہے اس کا بیان سننا بلکہ کوئی بھی بات سننا ناجائز وہ گناہ ہے

(فتاوی شارح بخاری جلد 2 صفحہ نمبر 21)

(محرم کے مہینے میں بیان کی جانے والی روایتوں کی تحقیق)

محرم میں بیان کی جانے والی روایات بہت ساری ہمارے یہاں اہل سنت میں شیعہ سے نکل کر آگئی ہیں اور بنا تحقیق خطیب حضرات اس کو بیان کرتے ہیں اور کربلا میں جو واقعہ پیش آیا اس میں بہت ساری روایات لوگوں نے گھڑ لی ہے شیعہ سے نکل کر ہمارے یہاں آگئی ہیں جن کی تحقیق بہت ضروری ہے اسی لئے امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ ہو یا اعلی حضرت سب نے یہی فرمایا ہے صحیح روایت سے بیان کیا جائے تو صحیح ہے ورنہ اس کا بیان کرنا ناجائز ہے انہی میں سے چند روایات کی نشاندہی ہم کریں گے ان شاءاللہ عزوجل

(اہل بیت کی فضیلت میں مشہور روایات)

سنو جو آل محمد کی محبت میں مرا وہ شہید ہے۔ سنو جو آل محمد کی محبت پر مرا وہ بخشا ہوا ہے سنو جو آل محمد کی محبت پر مرا وہ تائب ہے سنو جو آل محمد کی محبت پر مرا کامل ایمان ہے سنو جو آل محمد

کی محبت پر مرا اس کو موت کے فرشتے نے جنت کی بشارت دی پھر منکیر نے بشارت دی سنو جو آل محمد کی محبت پر مرا اس کو جنت میں اس طرح بنا سوار کر لے جایا جائے گا جیسے دلہن کو خاوند کے گھر لے جایا جاتا ہے سنو جو اہل بیت کی محبت پر مارا اس کی قبر میں جنت کے دو کھڑکیاں کھول دی جاتی ہیں سنو جو اہل بیت کی محبت میں مرا اللہ اس کی قبر کو رحمت کے فرشتوں کے لئے مزار بنا دیتا ہے سنو جو آل محمد کی محبت پر مرا وہ اہل سنت و جماعت پر مرا سنو جو آل محمد سے بغض پر مرا وہ قیامت کے دن آئے گا تو اس کی پیشانی پر لکھا ہو گا کہ یہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہے سنو جو آل محمد سے بغض پر مرا وہ کفر پر مرا سنو جو آل محمد سے بغض پر مرا وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ پائے گا اس روایت کے بارے میں شارح صحیحین تفسیر القرآن حضرت علامہ غلام رسول سعیدی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

یہ روایت حدیث کی کسی معروف اور مستند کتاب میں مذکور نہیں ہے اس روایت کو علامہ ابو اسحاق ثعلبی نے اپنی تفسیر میں ایک سند کے ساتھ روایت کیا ہے اس سند کے بارے میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ یہ موضوع من گھڑت ہے اور اس روایت کے من گھڑت ہونے کے آثار بلکل واضح ہیں

(الکاف الشاف فی تخریج الاحادیث الکشاف جلد 4 صفحہ نمبر 220)

اس سند کو دوسرے مفسرین سند کی تحقیق کے بغیر نقل در نقل کرتے چلے گئے پھر متاخرین نے بغیر تحقیق اسے نقل کر دیا جب فضائل اہل بیت میں احادیث صحیحہ موجود ہیں تو پھر موضوع روایات

کا سہارا لینے کی کیا ضرورت ہے حتیٰ کہ کسی طعن کرنے والے کو یہ کہنے کا موقع ملے کے فضائل اہل بیت تو صرف موضوع اور باطل روایات سے ثابت ہے

(تبیان القرآن جلد 10 صفحہ نمبر 585)

(عاشورہ کے دن کی فضیلت کے بارے میں وارد روایات کی تحقیق)

عاشورہ کے دن کی فضیلت کے بارے میں جو صحیح روایات وارد ہیں ہم ان پر کلام تو نہیں کریں گے ظاہر سی بات ہے ان پر کلام کرنا بنتا بھی نہیں ہے ہم ان روایات کو ذکر کریں گے جن روایات پر ہمارے محدثین نے کلام کیا ہے اور وہ موضوع من گھڑت ہے کیونکہ بہت ساری روایات شیعہ کے رد میں گھڑی گئی ہیں اور بہت سی شیعوں نے گھڑی ہے

ایک روایت یہ بیان ہوتی ہے حضرت آدم کی توبہ اسی دن قبول ہوئی حضرت آدم کی ملاقات حضرت حوا سے اسی دن ہوئی حضرت یونس مچھلی کے پیٹ سے اسی دن باہر آئے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی اسی دن ٹھہری حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لیے فدیہ اسی دن آیا اسی دن آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اسی دن جنت میں داخل ہوئے عاشورہ کے ہی دن عرش کرسی آسمان زمین سورج چاند ستارے اور جنت کو پیدا کیا گیا عاشورہ کے دن ہی حضرت عیسی علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے عاشورہ کے دن ہی حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی لوٹائی گئی عاشوراء کے دن ہی حضرت یوسف علیہ السلام کو گہرے کوئیں سے نکالا گیا عاشورہ کے دن ہی آسمان سے سب سے پہلی بارش ہوئی ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے اسی دن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ہوئی ہے

اس روایت کے بارے میں ہمارے محدثین نے وضع کا حکم لگایا ہے اسے موضوع من گھڑت قرار دیا ہے اس پر میں تفصیلی کلام کروں گا پر اس سے پہلے یہ جان لے فرعون کا دریا میں غرق ہونا اور حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کا جودی پہاڑ پر ٹھہرنا یہ صحیح روایات سے ثابت ہے اس لیے یہ تاثر نہ لیا جائے کہ ہم اس کے بھی منکر ہیں عاشوراء کے فضائل میں جو یہ روایت بیان ہوتی ہے یہ دو روایات ہیں ایک تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے اور ایک حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے یہ دونوں روایت موضوع و من گھڑت ہے اس روایت کو وضع کرکے دونوں صحابی کی طرف منسوب کردیا گیا ہے اس کی سند میں جھوٹے کذاب راوی ہیں اس نے حدیث کو گھڑا اور صحابی کی طرف منسوب کردیا اس روایت کو محدثین نے موضوعات میں لکھا ہے امام ابن الجوزی اپنی کتاب الموضوعات میں فرماتے ہیں

قد تمذهب قوم من الجهال بمذهب اهل السنته فقصدو غيظ الرافضيته فوضعو احاديث فى فصل عاسوراء و نحن برا من الفرقين وقد صح ان رسول الله صلى الله عليه وسلم امر بصوم عاشوراء

ایک جاھل قوم نے اہلسنت کا مذہب اختیار کیا رافضیوں کو غیظ دلانے کے لیے عاشورہ کے دن کی فضیلت میں احادیث کو گڑھا اور ہم دونوں سے بری ہیں عاشورہ کے باب میں صحیح روایت روزے کے بارے میں وارد ہے

امام ابن جوزی الموضوعات میں مزید فرماتے ہیں

فمن الاحاديث التی وضعوا

جن احادیث کو وضع کیا گیا وہ یہ ہے

فانه اليوم الذی تاباللہ فيه على ادم و هو اليوم الذی رفع الله فيه ادريس مكانا عاليا و هو اليوم الذی نجی فيه ابراهيم من النار و هو اليوم الذی اخرج فيه نوحا من السفينته و هو اليوم الذی انزل الله فيه التوراته على موسى و فيه فداالله اسماعيل من الذبح و هو اليوم الذی اخرج الله يوسف من السجن و هو اليوم الذی رداللہ علی یعقوب بصره وهو اليوم الذی كشف الله فيه عن ايوب البلاء و هو اليوم الذی اخرج الله فيه يونس من بطن الحوت و هو اليوم الذی فلق الله فيه البحر لبنی اسرائيل و هو اليوم الذی غفر الله لمحمد ذنبه ما تقدم وما تاءخر

اسی دن آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی اسی دن حضرت ادریس علیہ السلام کو مکان عالیشان عطا کیا اسی دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ سے نکالا اسی دن حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی ٹھہری اسی دن حضرت موسی علیہ السلام پر تورات نازل ہوئی اسی دن حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لیے فدیہ آیا اسی دن حضرت یوسف علیہ السلام کو قید سے نکالا گیا اسی دن حضرت یعقوب علیہ السلام کو بنائی عطا کی گئی اسی دن حضرت ایوب علیہ السلام کو بلاؤں سے نجات ملی اسی دن حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے باہر

نکالا گیا اسی دن اللہ نے بنی اسرائیل کے لیے سمندر میں راستہ نکالا اسی دن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اگلے پچھلے بظاہر خلاف اولی کاموں کو معاف کیا

امام ابن جوزی رحمتہ اللہ علیہ نے اس کے اگلے صفحہ پر ایک اورروایت یہی یوم عاشورہ کی نقل کی ہے جس میں یہ بھی ذکر کیا گیا ہے

و ولدالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فی یوم عاشوراء

یعنی نبی کریم کی ولادت بھی عاشورہ کے روز ہوئی ہے

امام ابن جوزی رحمتہ اللہ علیہ یہ روایات نقل کرنے کے بعد ان روایات کے بارے میں فرماتے ہیں

هذا حدییث موضوع بلا شك قال احمد بن حنبل كان حبيب بن ابى حبيب يكذب۔ وقال ابن عدى كان يضع الحديث وقال ابو حاتم ابو حبان ۔ هذا حديث باطل لا اصل له ۔قال وكان حبيب من اهل مرو يضع الحديث على الثقاته لا يحل كتب حديث الا على سبيل القدح فيه هذا حديث لا يشك فى وضعه ولقد ابدع من وضعه و كشف القناع ولم يستحى واتى فيه المستحيل وهو قوله و اول يوم خلق الله يوم عاشراء و هذا تغفيل من اوضعه لانه انما يسمى يوم عاشوراء اذ سبقه تسعته وقال فيه خلق السموات ولارض و الجبال يوم عاشوراء

یہ حدیث من گھڑت ہے اس کے من گھڑت ہونے میں شبہ نہیں
امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں
حبیب بن حبیب اس سند میں جھوٹا راوی ہے۔ اور اس راوی کے بارے میں ابن عدی فرماتے ہیں یہ شخص جھوٹی حدیث گھڑتا تھا اور اس کے بارے میں ابو حاتم اور ابن حبان فرماتے ہیں یہ روایت یعنی عاشورہ کی باطل جھوٹی ہے اس کی کوئی اصل نہیں ہے اور فرماتے ہیں حبیب نام کا راوی ان لوگوں میں سے ہے جو حدیث گھڑتے تھے اور ان کو ثقہ راویوں کی طرف منسوب کرتے تھے اور ان سے حدیث لینا جائز نہیں ہے
اس روایت کے من گھڑت ہونے میں کسی عقلمند کو شک نہیں ہوسکتا اور جس نے اس روایت کو گھڑا ہے اس نے ایک بدعت کی بنیاد رکھ دی ہے اور اس میں وہ ایک ناممکن قول لے آیا ہے کہ سب سے پہلے جو دن اللہ نے بنایا وہ عاشورہ کا دن ہے اور یہ وضع کرنے والے کی بہت بڑی غفلت ہے اس لئے کہ اس نے دن کا نام عاشورہ رکھ دیا جبکہ اس سے پہلے نو دن چھوٹ گئے اور گھڑنے والے نے کہا اللہ نے زمین اور آسمان کو عاشورہ کے دن پیدا فرمایا ہے
(الموضوعات جلد 2 صفحہ نمبر 202)
قارئین کرام جس روایت کو ہمارے یہاں خوب دھڑلے سے بیان کیا جاتا ہے اس کے بارے میں ہمارے محدثین کیا فرما رہے ہیں کہ اس کے جھوٹے ہونے میں کسی عقلمند کو شک نہیں ہو سکتا زمین آسمان کب پیدا ہوئے اور مزید تبصرہ اس پر میں آگے کروں گا اس سے پہلے علم حدیث کے دو امام امام ذہبی اور امام ابن حجر کا بھی قول نقل کرتا ہوں چونکہ ان حضرات کو شاید ہی کوئی نہیں جانتا ہو

علم حدیث کی بات ہو اور ان کا ذکر نہ آئے یہ کیسے ہو سکتا ہے ان حضرات کا قول اس لیے ذکر کر رہا ہوں جن حضرات کو اس کے موضوع ہونے میں اب بھی شک ہو وہ شک بھی دور ہو جائے ورنہ انصاف پسندوں کے لیے اتنا کافی تھا جتنا ہم اس روایت پر لکھ چکے ہیں ان حضرات کا قول ذکر کرنے کے بعد اس روایت پر مزید تبصرہ کروں گا حبیب ابن حبیب الخرططی جو کی عاشورا کی روایت کا راوی ہے اس کے بارے میں امام ذہبی فرماتے ہیں

حبیب بن ابی حبیب الخرططی کان یضع الحدیث قال ابن حبان وغیرہ

حبیب بن ابی حبیب الخرططی وہ حدیثوں کو گھڑتا تھا ابن حبان اور دیگر محدثین نے بھی یہی فرمایا ہے کہ وہ حدیثوں کو گھڑتا تھا

امام ذہبی مزید فرماتے ہیں

و ذکر حدیثا طو یلا موضوعا و فیه ان الله خلق العرش یوم عاشوراء والکرسی یوم عاشوراء والقلم یوم عاشوراء و خلق الجنته یوم عاشوراء واسکن ادم الجنته یوم عاشوراء الی ان قال و ولدالنبی صلی الله علیه وسلم یوم عاشوراء واستوی الله علی العرش یوم عاشوراءو یوم القیامته یوم عاشوراء

اور اس نے حبیب بن ابی حبیب نے موضوع من گھڑت طویل روایت بیان کی ہے اور اس روایت میں یہ بیان کیا ہے اللہ نے عرش کرسی جنت قلم جنت کو عاشورہ کے دن پیدا کیا عاشورہ کے دن

اور امام حاکم نے فرمایا ابوحمزہ اور ابراہیم صائغ سے موضوع من گھڑت روایت کی گئ ہیں اور اسی طرح نقاش نے بھی کہا ہے اور ابن عدی نے فرمایا حبیب بن ابی حبیب حدیث گھڑتا تھا اور امام احمد بن حنبل نے فرمایا حبیب بن ابی حبیب بہت بڑا جھوٹا تھا اور اسی طرح ابن جوزی نے فرمایا ہے اور اس کی روایت کو الموضوعات میں ذکر کیا ہے

حافظ ابن حجر کی کتاب تقریب التہذیب جس میں آپ کی ذاتی آراء ہیں جو کہ تقریب التہذیب کی تخلیص ہے اس میں اپ حبیب بن ابی حبیب جس نے عاشورہ کے روایت بیان کی ہے اس کے بارے میں فرماتے ہیں حبیب بن ابی حبیب نوے طبقے کا راوی ہے ابن حبان نے فرمایا ہے وہ راوی جھوٹا ہے

تقریب التہذیب جلد 1 صفحہ نمبر 160

میں سمجھتا ہوں عاشورہ کی روایت کہ موضوع من گھڑت ہونے کے بارے میں اتنا کافی ہے جن محدثین نے اس روایت کو موضوع کہا ہے اور اس کے راوی پر جرح کی ہے اور اس کو جھوٹا کہا ہے وہ سب کے سب جلیل القدر محدثین ہے بڑے بڑے ان کے آگے اپنا سر خم فرما لیتے ہیں

عاشورہ کی روایت میں کہا جاتا ہے زمین آسمان عاشورہ کے دن پیدا ہوئے لیکن یہ صحیح حدیث کے خلاف ہے چونکہ مسلم شریف کی حدیث ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے مٹی زمین کو ہفتے کے دن پیدا کیا اور پہاڑوں کو اتوار کے دن پیدا کیا درختوں کو پیر کے دن پیدا کیا اور جو چیزیں پسند نہیں ان کو منگل کے دن پیدا کیا اور نور کو بدھ کے دن پیدا کیا اور چوپایوں کو جمعرات کے دن

پیدا کیا اور سب مخلوق کے آخر میں حضرت آدم کو جمعہ کے دن عصر کے بعد سے لے کر رات تک کے درمیان جمعہ کے دن کی آخری لمحہ میں سے کسی لمحہ میں پیدا کیا

(صحیح مسلم حدیث نمبر 7054)

جتنی چیزوں کا حدیث میں ذکر ہے یہ سب عاشورہ کے دن پیدا کیا گیا بیان ہوتا ہے نیز عاشورہ والی روایت میں بھی یہ سب موجود ہے حالانکہ یہ صحیح حدیث کے خلاف ہے مزید سنے عاشورہ کی روایت میں یہ بھی ہے حضرت آدم کی علیہ السلام حضرت حوا رضی اللہ عنہا سے ملاقات عاشورہ کو ہوئی جبکہ حضرت آدم علیہ السلام کی ملاقات ذی الحجہ میں ہوئی تھی حضرت آدم نے حضرت حوا کو پہچان لیا تھا اسی روز کا نام عرف رکھا گیا اور جہاں ملاقات ہوئی اس جگہ کا نام عرفات مشہور ہوا مزید سنئے حضرت اسماعیل علیہ السلام کا فدیہ عاشورہ میں آیا عاشورہ والی روایت میں ہے جبکی وہ فدیہ بھی ذی الحجہ میں آیا تھا اگر عاشورہ کو آیا تھا تو پھر عید الاضحیٰ عاشورہ کے دن کیوں نہیں کرتے ہیں کنکریاں بھی عاشوراء کے دن مارے اور مزید سنیے اس روایت میں یہ بھی ذکر ہے نبی کریم کی ولادت عاشورہ کے دن ہوئی تو پھر جشن ولادت بارہ ربیع الاول کو کیوں مناتے ہیں چاہئے کہ عاشوراء کے روزے جشن ولادت منائیں

اگر اس روایت پر مزید کلام کرو تو وجود میں ایک کتاب آجائے گی اتنے پر ہی اقتفا کرتا ہوں

یہی وہ دلائل اور تحقیق تھی مجھ فقیر دانش حنفی کی جس بنا پر میں نے اس روایت کو موضوع کہا تھا چونکی واٹس اپ پر ملک اور بیرون ملک کے لوگ فقیر حنفی سے اپنے مسائل کا جواب لیتے ہیں

تو اس روایت کا بھی میں نے جواب دیا نیز اس کے موضوع ہونے کی تشہیر بھی کی لیکن کچھ جاہلوں نے اس پر بہت فساد کیا یہاں تک کہ ان جاہلوں کے ساتھ میرے یہاں کی کچھ مسجدوں کے اماموں نے میرے خلاف میٹنگ بھی کی اب میں اس پر تو تبصرہ نہیں کرتا کس نے کیا کہا البتہ ایسے میں ہمارے علماء کا طرز عمل کیا ہونا چاہیے وہ عرض کرتا ہوں بجائے مجھ پر تنقید کرنے کے میرے خلاف لوگوں کو غلط ذہن دینے کے اس روایت کی تحقیق کی ہوتی تو خود کے علم میں بھی اضافہ ہوتا اور لوگوں کو صحیح بات بتا پاتے اور بعض تو اتنا حد سے بڑے تھے انہوں نے بول دیا موضوع روایت پر علماء عمل کریں تو وہ صحیح ہو جاتی ہے معاذ اللہ

جبکہ اس بات پر سب کا اتفاق ہے موضوع روایت بیان کرنا حرام ہے اسی دوران کچھ حفاظ کا طرز عمل سامنے آیا انہوں نے بھی خوب فساد کیا شور و گوگا کیا یہ بات حقیقت ہے حافظ اگر حفظ کے بعد علم نہ سیکھے تو جاھل ہی رہتا ہے جاہلوں والا طرز عمل ان کا سامنے آیا اور مجھ سے انہوں نے کہا کہ ہم فلاں علامہ اور فلاں مفتی کو بات کرنے کے لئے بلائیں گے میں نے کہا آپ کو جس کے علم پر ناز ہے ان کو بلا لے خرچ بھی میں اٹھانے کو تیار ہوں پر شرط یہ ہیں کہ اگر وہ یا میں ثابت نہیں کر پائے اس روایت کے بارے میں تو عوام کے سامنے میں یا وہ رجوع کریں گے اس پر بیچاروں نے پھر دوبارہ کوئی جواب نہیں دیا ہمارے یہاں یہ بہت بری بیماری پھیل چکی ہے کہ جو ہم بول رہے ہیں یا سنتے ہوئے آرہے ہیں وہی صحیح ہے اس کے مقابلے میں اگر کوئی اپنی تحقیق لائے وہ بھی اکابر کی بتائی ہوئی اس کو بھی رد کر دیتے ہیں یہ حال عام خاص سب کا ہے اسی دوران ایک مفتی صاحب سے کافی دیر بات ہوئی لاسٹ میں نتیجہ _ *

یہ نکلا انہوں نے کہا اگر اب ہم یہ سب بیان کریں یا عوام کے سامنے ظاہر کرے تو دیوبندی وہابی ہم پر ہنسیں گے کی پہلے آپ یہ سب بیان کرتے تھے اور اب یہ سب ان روایات کو موضوع من گھڑت قرار دیتے ہیں

الامان والحفیظ حق جانے کے بعد حق کو چھپانا کہاں کا انصاف ہے اور کیا ہماری شریعت اس بات کی اجازت دیتی ہے

محرم عاشورہ کے متعلق اور کربلا کا جو واقعہ ہوا اس میں بہت ساری روایات شیعہ نے گھڑی ہیں اور آج وہ ہمارے یہاں بھی خوب بیان ہوتی ہے اس کی نشاندہی ہمارے اکابر نے کی ہے اور فتاوی رضویہ میں اسی لیے کہا گیا کربلا کا واقعہ صحیح روایات سے بیان ہو تو جائز ہے ورنہ حرام ہے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے امام غزالی رحمہ اللہ کے حوالے سے یہ فرمایا ہے۔ میں اپنی اس کتاب میں ان روایات کا ذکر کرو تو ایک ضخیم کتاب وجود میں آجائے لہذا ان روایات پر تبصرہ تو نہیں کریں گے ورنہ کتاب انہیں سے پوری ہو جائے گی اور اس میں تفصیل کلام کی بھی حاجت ہے جو کی یہاں نہیں ہو سکتا زندگی رہی تو کبھی اس موضوع پر لکھوں گا

ان شاءاللہ عزوجل

اللہ کریم حق بولنے سننے قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے~```

(شیخ عبد الحق محدث دہلوی فرماتے ہے)

اپ رحمہ اللہ نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ماثبتہ من السنتہ ہے اپ اس میں رقم طراز ہے

پہلا دن ہے کہ یوم عاشورہ کا اللہ نے دنیا میں پیدا کیا اور یہ پہلا دن ہے کہ دنیا میں بارش اسی دن ہوئی پس جس نے عاشورہ کا روزہ

رکھا گویا تمام زمانہ کا روزہ رکھا اور یہ انبیاء اور موسی علیہ السلام کا روزہ ہے اور جس نے شب عاشورہ کو شب بیداری کی گویا اس نے ساتوں آسمان والوں کی برابر اللہ کی عبادت کی اور جس نے چار رکعت نماز پڑھی جس کی ہر رکعت میں الحمد ایک بار اور پچاس بار قل ھو اللہ احد پڑھی تو اللہ تعالی اس کے گزشتہ کے پچاس اور آئندہ کے پچاس سال کے گناہ بخش دے گا اور جس نے ایک گھونٹ پانی پلایا گویا کہ اس نے ایک آن بھی اللہ کی نافرمانی نہیں کی اور جس نے اہل بیت کے مسکینوں کا پیٹ عاشورہ کے دن بھرا وہ پل صراط پر چمکتی بجلی کی طرح گزر جائے گا اور جس نے کوئی چیز خیرات کی گویا اس نے کبھی بھی کسی سائل کو نہیں لوٹایا اور جس نے عاشورہ کے دن غسل کیا سوائے مرض موت کے کبھی بیمار نہ ہوگا

عاشورہ کا دن یہ وہ دن ہے جس دن اللہ نے حضرت آدم کی توبہ قبول فرمائے یہ وہ دن ہے جس دن حضرت ادریس وہ بلند مرتبہ پر فائز کیا یہ وہ دن ہے جس دن اللہ نے حضرت ابراھیم کو آگ سے نجات دی اور یہ وہ دن ہے جس دن حضرت نوح کو کشتی سے اتارا اور یہ وہ دن ہے جس دن اللہ نے حضرت موسی پر توراۃ اتاری اور یہ کہ حضرت اسماعیل کا وبقت ذبح فدیہ اتارا اور یہ وہ دن ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو جیل خانہ سے نکالا اور یہ وہ دن ہے اللہ نے اس دن حضرت یعقوب کو بصارت واپس فرمائی اور یہ وہ دن ہے جس دن اللہ نے اور یہ وہ دن ہے جس دن اللہ نے حضرت ایوب علیہ السلام سے بلاؤں کو دور کیا اور یہ وہ دن ہے کہ جس دن اللہ نے حضرت یونس کو مچھلی کے

پیٹ سے نکالا اور یہ وہ دن ہے جس دن اللہ نے بنی اسرائیل کے لیے دریا کو پھاڑ دیا اور یہ وہ دن ہے کہ جس دن حضور علیہ السلام کے سبب اگلے اور پچھلے لوگوں کے گناہ بخشے اور یہ وہ دن ہے کے حضرت موسی نے دریا عبور کیا اور یہ وہ دن ہے جس دن حضرت یونس کی قوم پر توبہ اتاری پس جو اس دن کا روزہ رکھے گا چالیس سال کا کفارہ ہوگا جس نے اس دن سرمہ لگایا یا سال بھر تک اس کی آنکھیں آشوب نہ کریں گی اور جس نے کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا گویا اس نے تمام اولاد آدم کے یتیموں کے ساتھ بھلائی کی اور جس نے کسی مریض کی عیادت کی گویا اس نے تمام اولاد آدم کے مریضوں کی عیادت کی ان سب کو ابن جوزی نے موضوعات میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کے راوی ثقہ ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کے بعد والوں نے اس کو وضع بناکر گھڑ کر ان سندوں کے ساتھ ترتیب دے دی ہے

(ما ثبت من السنتہ)

(عاشورہ کے دن سرمہ لگانے سے آنکھیں نہیں دکھیں گی روایت کی تحقیق)

عاشورہ کے دن کے متعلق ایک روایت یہ بیان ہوتی ہے جو عاشورہ کے دن سرمہ لگائے گا اس کی آنکھیں نہیں دکھیں گی یہ روایت کو امام سیوطی امام بہقی اور دیلمی نے یہ روایت حضرت ابن عباس سے کی ہے بعض کے نزدیک یہ روایت ضعیف ہے لیکن امام ابن جوزی نے اسے موضوع قرار دیا ہے اس روایت کو علامہ عجلونی نے اپنی کتاب کشف الخفاء میں ذکر کیا ہے ان کے نزدیک بھی یہ روایت موضوع ہے امام سخاوی نے اپنی کتاب مقاصد الحسنہ میں اس

کو موضوع کہا ہے امام حاکم اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں

قال حاکم والاکتحال یوم عاشوراء لم یرد عن النبی صلی اللہ علیه وسلم فیه اثر و هو بدعته ابتدعها قتله الحسین

امام حاکم نے فرمایا عاشورہ کے دن سرمہ لگانے کی کوئی روایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد نہیں ہے بلکہ بدعت ہے اور حضرت امام حسین کے قاتلوں نے اس روایت کو گھڑا ہے

(المقاصدالحسنہ حدیث نمبر 1085)

علامہ علی قاری موضوعات کبیر میں اس روایت کے متعلق فرماتے ہیں جو عاشورہ کے دن سرمہ لگائے گا اس کی آنکھیں کبھی نہیں دکھیں گی ابن قیم فرماتے ہیں سرمہ تیل خوشبو لگانے کی جتنی روایات ہیں سب جھوٹے راویوں کی بنائی ہوئی ہیں دوسرے کذابین نے ان کے مقابلے پر اسے غم رنج کے طور پر منایا دونوں جماعت بدعتی اور اہل سنت سے خارج ہیں اہلسنت تو وہ کام کرتے ہیں جس کا حکم نبی کریم نے دیا ہے یعنی روزہ رکھنے کا اور بدعات سے احتراز کرتے ہیں

علامہ علی قاری فرماتے ہیں کہ عاشورا کے دن اس غرض سے سرمہ لگانے میں کوئی حرج نہیں کی وہ اتباع حدیث کر رہا ہے یعنی عاشورہ کے دن سرمہ لگائے تو اس وجہ سے لگائے کہ حدیث کی اتباع کر رہا ہوں خوشی اور غم کے اظہار کے لئے لگانا جیسا کہ خارجی جو رافضیوں کے مخالف ہیں ان کا طریقہ ہے یہ ناجائز ہے

(موضوعات کبیر مترجم حدیث نمبر 1299)

مزید تفصیل کے لیے امام ابن جوزی کی کتاب الموضوعات صفحہ نمبر 203 دیکھیں بلکہ امام ابن جوزی نے اپنی اس کتاب میں عاشورہ کے فضائل میں گھڑی گئی روایات کا باب باندھا ہے اور علامہ عجلونی کی کتاب کشف الخفاء

(حدیث نمبر 24 10 دیکھیں)

(کیا امام اعظم ابو حنیفہ رحیمہ اللہ کی کوئی بیٹی تھی)

سیرت نگاروں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ کے صرف ایک بیٹا تھا جن کا نام حماد تھا لہذا جو روایت بیان کی جاتی ہے کچھ عورتیں امام اعظم کے پاس آئی اور سوال کیا عورتیں چار شادی کیوں نہیں کرسکتی اس سوال کا جواب اپ کی بیٹی نے دیا جس کی وجہ سے آپ کی کنیت ابو حنیفہ ہوئی یہ محض جھوٹ موضوع من گھڑت ہے اس کی کوئی اصل نہیں آپ کا صرف ایک بیٹا تھا ان کے علاوہ آپ کی کوئی اولاد نہیں تھی امام اعظم ابو حنیفہ کو ابو حنیفہ کہنے کی بہت ساری توضیحات علماء نے بیان کی ہے ابو حنیفہ خالص دین والے کو کہا جاتا ہے باطل ادیان کو چھوڑ کر دین حق کو اختیار کرنے والا اہل عرب داوات کو حنیفہ کہتے ہیں اور کوفہ کی مسجد جامع میں چار سو دوات رکھی رہتی تھی امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کا حلقہ درس وسیع تھا آپ کے ہر شاگرد کے پاس الگ دوات رہتی تھی لہذا آپ کو ابوحنیفہ کہا گیا ایک وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے ماء مستعمل پانی کو آپ نے طہارت میں استعمال کرنے کے لیے جائز قرار نہیں دیا یعنی اس سے وضو غسل نہیں کر سکتے تو آپ کی اتباع کرنے والوں نےٹوٹیوں کا استعمال کیا اور توٹیوں کوحنیفہ کہتےہیں لہذا آپ کا نام ابو حنیفہ پڑ گیا

(حالات فقہاء و محدثین صفحہ نمبر 6)

(سراج الامہ امام اعظم صفحہ نمبر 44)

حضرت آدم کو جنت میں رہائش دی
آگے چل کر اس میں یہ الفاظ بھی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش عاشورہ کے دن ہوئی اللہ نے استوی عرش پر عاشورہ کے دن کیا تھا قیامت بھی اسی دن ائیگی

(میزان الاعتدال جلد 2 صفحہ نمبر 160 مترجم)

قارئین حضرات دیکھا آپ نے جو روایت ہمارے یہاں خوب دھڑلے سے بیان ہوتی ہے اس کو امام ذھبی نے بھی موضوع اور من گھڑت قرار دیا ہے اور اس کے راوی کو بھی حدیث گھڑنے والا قرار دیا ہے اب امام ابن حجر کے بارے میں جانتے ہیں کہ اس روایت اور اس کے راوی کے بارے میں کیا فرماتے ہیں

امام ابن حجر تہذیب التہذیب 1292 حبیب بن ابی حبیب کے بارے میں فرماتے ہیں

قال ابن حبان كان يضع الحديث على الثقات لا يحل كتب حديثه الا على سبيل القدح فيه وقال الحاكم روى احاديث موضوعته

ابن حبان فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ راویوں کی طرف حدیث گھڑتا تھا اس سے حدیث لینا جائز نہیں سوائے اس کے کہ اس پر تنقید کی جائے اور امام حاکم نے فرمایا کہ اس نے من گھڑت احادیث بیان کی ہیں

علامہ ابن حجر اپنی کتاب لسان المیزان میں فرماتے ہیں

وذكر حديثا طو يلا موضوعا و فيه ان الله خلق العرش

يوم عاشوراءوالكرسى يوم عاشوراء والقلم يوم عاشوراءالستوى الله على العرش يوم عاشوراء و خلق الجنته يوم عاشوراءوالسكن ادم الجنته يوم عاشوراءالى ان قال و ولدالنبى صلى الله عليه وسلم يوم عاشوراء و يوم القيامته يوم عاشوراء

اور حبیب بن ابی حبیب نے طویل موضوع من گھڑت روایت بیان کی ہے جس میں یہ کہا اس نے عرش و کرسی و قلم جنت عاشورہ کے دن اللہ نے پیدا کیے
اللہ نے استوی عرش پر عاشورہ کے دن کیا حضرت آدم کو جنت میں رہائش اسی دن دی آگے چل کر اس میں یہ الفاظ بھی ہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش عاشورہ کے دن ہوئی اور قیامت بھی عاشورہ کے دن آئیں گی

(لسان المیزان جلد 2 صفحہ نمبر 546)

علامہ ابن حجر مزید فرماتے ہیں

وقال الحاكم روى عن ابى حمزته و ابراهيم الصائغ احاديث موضوعته وقال نحوه النقاش وقال ابن عدى كان يضع الحديث وقال احمد بن حنبل حبيب بن ابى حبيب كذاب كذا ذكره ابن الجوزى عنه عقب الحديث المذكورفى الموضوعات

(حضرت بلال اور حورو کی تقسیم)

ایک روایت یہ بیان کی جاتی ہے اور مقرر حضرات بڑے جوش و خروش کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حوروں کی تقسیم فرمائی تو حوروں کی ملکہ کو حضرت بلال کو دے دیا تو حور نے نبی کریم سے عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو صدیق اکبر جیسا نوجوان عطا کردیا کسی کو عمر جیسا کڑیل عدل انصاف والا جوان عطا کر دیا کسی کو مولا علی جیسا پہلوان عطا کر دیا اور میں تو ان سب کی ملیکہ ہوں مجھے بلال کے قبضہ میں دے دیا یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیسا انصاف ہے۔

اس روایت کے بارے میں فقیہ ہند علامہ مفتی شریف الحق رحیمہ اللہ فرماتے ہیں حورں کی تقسیم والا واقعہ فرضی ہے اور اس میں نبی کریم کو کہا گیا یہ کیا انصاف ہے یہ کلمہ کفر ہے

جس کی وجہ سے جھوٹا قصہ بیان کرنے اور یہ کیسا انصاف کلمہ کفر کی وجہ سے توبہ لازم ہے اور تجدید ایمان بھی کرے اور تجدید نکاح بھی کرے

(فتاویٰ شارح بخاری جلد 2 صفحہ نمبر 40)

(حضرت بلال سب سے پہلے جنت میں جائیں گے)

ایک روایت یہ بیان کی جاتی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلال جنت میں سب سے پہلے تم جاؤگے حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے پہلے بھی میں جنت میں جاؤں گا فرمایا ہاں مجھ سے پہلے بھی تم جنت میں جاؤ گے حضرت بلال نے عرض کی ایسا کیوں سارے نبیوں کے سردار تو آپ ہے سب سے آگے آپ ہوں گے تو کیسے جاؤں گا میں فرمایا تم میرے اونٹ کی نکیل پکڑ کر آگے آگے جاؤ گے

تم مجھے میں تمہیں دیکھتا رہوں گا جنت کا راستہ طے ہوتا رہے گا اس روایت کے بارے میں مفتی شریف الحق رحیمہ اللہ فرماتے ہے یہ واقعہ فرضی ہے غلط ہے

(فتاوی شارح بخاری جلد 2 صفحہ نمبر 41)

دو اہم موضوع

ایک موضوع جس میں یہ ہے دور حاضر میں ذرا سا اختلاف کسی بزرگ سے کیا جائے تو اس کے اوپر کفر اور گمراہیت کے فتوے صادر ہو جاتے ہیں یہ بھی خیال نہیں کیا جاتا کہ یہ مسئلہ فروعی ہے اس پر لعن طعن کی جاتی ہے اور اس کو کافر یا کم از کم گمراہ کہا جاتا ہے

تکفیر کے دو بڑے اسباب ہے

تکفیر میں غلو کے متعدد اسباب ہیں جن میں سے بنیادی سبب دو ہے تعصب اور جہالت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

فان اکثر الخاءضین فی ھذا انما یحرم کھم التعصب

اکثر تکفیر میں غلو کرنے والوں کو تعصب ہی اس غلو پر آمادہ کرتا ہے

غلوفی التکفیر کا دوسرا سبب جہالت ہے لوگ ضروریات دین ظنیات اور قطعیات کو نہیں سمجھتے اور نہ ہی دونوں میں کیا فرق ہے سمجھتے ہیں پھر انکار دین کا مطلب نہیں جانتے اور اگر جانتے ہیں تو انکار دین کے ثبوت کے لیے جو علمی اصولوں مراحل ہیں ان سے ناآشنا ہیں نتیجے کے طور پر جس کو بھی دین کے کسی مسئلے یا عقیدے میں اس کی حیثیت و نوعیت سے قطع نظر۔ خود سے مختلف پاتیں ہیں اس کی تکفیر کے آمادہ ہوجاتے ہیں امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

المبدارته الی التکفیر انما تغلب علی طباع من یغلب علیھم الجھل

تکفیر میں جلد بازی انہیں طباع پر غالب ہے جن پر جہالت غالب ہے۔

اور پھر ضروریات دین اور ضروریات اہل سنت کو نہیں جانتے اور پھر ضروریات دین کس درجے کے دلائل سے ثابت ہوتا ہے یہ نہیں جانتے اور ضروریات اہل سنت کس درجے کے دلائل سے ثابت ہوتا ہے یہ نہیں جانتے ضروریات اہل سنت اور ضروریات دین کے منکر کا کیا حکم ہے اس میں فرق نہیں کرتے اسی لیے تکفیر میں غلو ہوتا ہے تکفیر کے بارے میں ہم نے علمائے متکلمین کا طرز عمل دیکھا ہے جن مشائخ نے فرعون کی نجات کا قول کیا بلکہ جلال دوانی رحمتہ اللہ علیہ نے پورا رسالہ لکھا فرعون کی نجات پر اور فرعون کے بارے میں شیخ ابن عربی اور صوفیاء کی پوری ایک جماعت کا نظریہ ہمارے سامنے ہے اگرچہ اس جماعت کے قول کو رد کردیا گیا اور جلال دوانی کے رسالے کے رد میں علامہ علی قاری نے ایک رسالہ لکھا لیکن ان کی تکفیر نہ کی گئیں بلکہ شیخ ابن عربی کو امام ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا ہم ان کے علم اور جلال کی قدر کرتے ہیں لیکن ان کا یہ قول نہیں مانتے۔

لیکن اس صوفیاء کی جماعت کی تکفیر نہیں کی گئی اس سے ان لوگوں کو سبق لینا چاہیے جو ذرا ذرا باتوں پر تکفیر کرتے نظر آتے ہیں اس پر لکھنے کو تو بہت کچھ ہے کیونکہ ہماری کتاب پوری ہو چکی ہے اس لیے اس پر ہم مزید کلام نہیں کریں گے زندگی رہی تو اس پر ایک پوری ان شاءاللہ کتاب لکھیں گے مسئلہ تکفیر میں علمائے متکلمین کا طرز عمل

دوسرا اہم موضوع

دوسرا اہم موضوع مسائل میں اختلاف کا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اختلاف میری امت کے لئے رحمت ہے لیکن کچھ لوگ اس رحمت کو زحمت بنائے ہوئے ہیں اگر کسی مسئلہ میں کسی بزرگ سے اختلاف کیا جائے اختلاف کرنے والے نے اپنی تحقیق اور دلائل سے اختلاف کیا تو کچھ لوگ اس کو گمراہ یا اس کو فاسق کہتے ہوئے نظر آتے ہے اور اس اختلاف سے ان کا ہاضمہ اس قدر خراب ہو جاتا ہے ان کو ذرا بھی ہضم نہیں ہوتا جس بنا پر وہ لعن طعن کرتے نظر آتے ہیں جبکہ اجتہادی مسائل میں کسی کو برا بھلا کہنا جائز نہیں اعلی حضرت فرماتے ہیں

ولا تفسیق بالاجتہادیات

اور اجتہادی مسائل میں کسی کو فاسق کہنا جائز نہیں

اجتہادی مسائل میں کسی پر طعن بھی جائز نہیں نہ کہ معاذ اللہ ایسا خیال کے گمراہ یا کافر کہا جائے

اعلی حضرت مزید فرماتے ہیں

جو کوئی ان تمام باتوں کے باوجود کسی ایک طرف پختہ یقین دیکھائے تو وہ بے باک نڈر اور بے احتیاط ہے پس راسخ علماء اور محتاط حضرات کی یہی پہچان ہے کہ وہ مختلف اجتہادی مسائل میں کسی ایک طرف یقین نہیں رکھتے ۔

بہت سارے ایسے مسائل ہیں جن میں خود سیدی اعلی حضرت نے اکابر علماء سے اختلاف کیا اور اعلی حضرت سے بعد کے علماء نے اختلاف کیا مثال کے طور پر پیشاب کی بہت باریک چھنٹیں

کپڑے پر پڑ جائے تو کپڑا ناپاک نہ ہوگا لیکن وہ کپڑا تھوڑے پانی میں گر جائے تو پانی ناپاک ہوگا یا نہیں اس بارے میں اعلی حضرت فرماتے ہیں کہ ناپاک ہو جائے گا لیکن اس کے بعد صدر الشریعہ نے یہ موقف اختیار کیا کے ناپاک نہیں ہوگا اسی طرح اعلی حضرت نے سیب کا چونا کھانا فتاوی رضویہ میں حرام لکھا ہے لیکن علمائے بہار نے اسے حلال قرار دیا ہے اسی طرح تاج الشریعہ کے والد مفسر اعظم مائک میں نماز جائز ہونے کے قائل تھے جب کی تاج الشریعہ نماز میں مائک کے عدم جواز کے قائل ہے

اس طرح کے بہت سارے مسائل ہیں لیکن کسی نے کسی پر لعن طعن نہیں کیا نہ جانے کیوں آج لعن طعن والی بلا میں عالم کہلانے والے بھی مبتلا ہیں ذرا بھی کسی عالم کو کسی مسئلہ میں اختلاف کرتا پایا تو اس پر لعن طعن شروع کر دیتے ہیں ایسے متعدد مسائل ہے اگر ہم اس کو یہاں ذکر کرے تو کتاب ہماری بہت زیادہ زخیم ہو جائے اور کلام کرنے کو بھی بہت کچھ ہے اور چند صفاحت سے یہ بحث پوری نہیں ہو سکتی

چونکہ ہماری کتاب پوری ہو چکی ہے اس لیے ہم اس پر مزید کلام نہیں کریں گے زندگی رہی تو انشاء اللہ اس پر کتاب لکھیں گے اختلافی مسائل میں علماء کی راہ اعتدال

(اشکال اور اس کا جواب)

جب کسی روایت کو ہم موضوع قرار دیتے ہے کہ محدثین کے نزدیک یہ روایت موضوع ہے تو دوسری طرف بعض حلقوں میں یہ سوال اٹھایا جاتا ہے کہ فلاں عالم بڑا ہے اور انہوں نے اس روایت کو اپنی کتاب میں شامل کیا ہے اگر یہ موضوع ہے تو انہوں نے اپنی کتابوں میں اسے شامل کیوں کیا کیا ان حضرات کو یہ علم نہ تھا جو انہوں نے اپنی کتاب میں اس روایت کو نقل کیا ہے تمہیں یہ حق کہاں سے مل گیا کہ تم اپنے سے بڑے عالم کی تحقیق میں اختلاف کرے بڑوں کو تو یہ حق ہے کہ وہ چھوٹے سے اختلاف کرے پر چھوٹوں کو یہ حق کہاں سے مل گیا کہ وہ اپنے بڑے سے اختلاف کرے۔ ان میزان برداروں کی خدمت میں سب سے پہلے عصر حاضر کے عظیم فقیہ علامہ غلام رسول سعیدی رحمتہ اللہ علیہ کا یہ معارضہ نزر کرتا ہوں۔ ہمیں یہ حقیقت فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ تمام علماء شریعت اور علماء طریقت اور مرجع انام اساتزہ اور علماء اپنے تمام اعزاز و اکرام کے باوجود بندے ہے اور بشر ہے نبی نہیں ہیں اور نہ معصوم ہے ان کی رائے میں خطا واقع ہو سکتی ہے اور کوئ غیر نبی انسان اس سے مستثنی نہیں ہے خواہ وہ کتنا ہی بڑا عالم اور فقیہ اور عابد و زاہد کیوں نہ ہو اور کیسا ہی مشہور عاشق رسول کیوں نہ ہو کسی عالم یا فقیہ کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ اس کی تحریر معصوم ہے اور اس میں خطا واقع نہیں ہوسکتی شرک فی الرسالت کے مترادف ہے اور اس شخص کو امتی کے مقام سے اٹھاکر نبی کے مقام پر کھڑا کرنے کے قائم مقام ہے معترضین کا یہ کہنا کہ تمہارا علم فلاں فلاں کے علم سے کم ہے اس لیے تم ان سے اختلاف نہیں کرسکتے اور فلاں فلاں کا علم چونکہ زیادہ تھا اس لیے وہ صحابہ اور مجتہدین سے اختلاف

کر سکتے ہے ان سے گزارس ہے کہ اپ نے ہمارے اور فلاں فلاں کے علم میں جو محاکمہ کیا ہے اور فلاں فلاں کے علم اور مجتہدین کے علم کا جو تجزیہ کیا ہے تو کیا اپ کا علم اتنا وسیع اور محکم ہے کہ اپ ہمارائے اور فلاں فلاں کے علم میں محاکمہ اور تجزیہ کر سکیں اور اپ کو اس تجزیہ اور محاکمہ کی کس نے سند دی ہے یا اپ کے زعم میں اپ پر وحی نازل ہوئ ہےامام اہلسنت علی حضرت رحمہ اللہ فرماتے ہے

مدار روایت پر رہا تو مسئلہ علوم ظاہرہ کے دائرہ میں آگیا صحتِسند درکار ہوگی اور کسی ولی معتمد کا کوئی نہ معتمد حکایت کسی سے نقل فرمانا اس کی روایت کو صحیح و واجب الاعتماد نہ کردے گا،

دیکھا اپ نے علی حضرت فرما رہیں ہے کوئ ولی اگر کوئ نہ معتمد حکایت کسی سے نقل فرمائے تو اس روایت کو صحیح و واجب الاعتماد نہ کردے گا

اس سے ان لوگوں کا اعتراض ختم ہوجاتا ہے جو یہ کہتے ہے فلاں فلاں عالم یا بزرگ نے لکھا ہے تو صحیح ہوگا

امام اہلسنت مزید فرماتے ہے

وهذا ماعتذ روابه عن الامام محمد الغزالی قدس سره العالی فی ایراده الاحادیث الواهیة فی الاحیاء مع جلالة قدره فی العلوم الظاهرة الباطنة،

یہ وہ چیز ہے جس کے ساتھ اہل علم نے امام محمد غزالی کی طرف سے اس بات پر عذر کے طورپر پیش کیا جو انھوں نے باوجود علوم ظاہری وباطنی میں عظیم ماہر ہونے کے اپنی کتاب "احیاء علوم الدین" میں احادیث موضوعہ ذکر کی ہیں ،

(فتاوی رضویہ جلد 8)

محدثین نے موضوع روایات اپنی کتاب میں ان کی سند کے ساتھ انکو ذکر کیا ہے تاکہ اہل تحقیق ان کی سند پر جرح کرکے ان روایات کو بیان کرنے سے بچے اس لئے ان بزرگوں پر کوئ الزام نہیں ہمیں چاہئے کی ان روایت کی تحقیق کریں اور جو روایت موضوع ہو اسکو بیان نہ کریں

کیونکہ نبی کریم کی طرف جھوٹ کی نسبت کرنا حرام گناہ کبیرہ ہے نبی پاک نے فرماتے ہے جو کوئ مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں دیکھے اس حدیث کی بنا پر حدیث وضع کرنے والوں کی تکفیر میں علماء کا اختلاف ہے البتہ اس کے کبیرہ گناہ ہونے میں کوئ شک و شبہ نہیں ہے

امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہے

اتفقوا على ان تعمد الكذب على النبى صلى الله عليه وسلم من الكبائر و بالغ ابو محمد جو ينى فكفر من تعمد الكذب على النبى صلى الله عليه وسلم

تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے نبی کریم پر جھوٹ باندھنا کبیرہ گناہ میں سے ہے ابو محمد الجوینی نے اس مین مبالغہ کیا ہے اور نبی کریم پر جھوٹ باندھنے والے کی تکفیر کی ہے

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہے

بل بالغ الشيخ ابو محمد الجو ينى فجزم بتكفير

واضع الحدیث بلکہ الشیخ ابو محمد الجوینی نے حدیث وضع کرنے والے کی تکفیر میں مبالغہ سے کام لیا گیا ہے

امام ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہے

قد ذهب طائفته من العلماء الی ان الکذب علی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کفر ینقل عن ملته ولا ریب ان تعمد الکذب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی تحلیل حرام او تحریم حلال کفر محض و انما الشان فی الکذب علیہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ما سوی ذالک

(کتاب الکبائر)

علماء کے ایک گروہ کا موقف یہ ہے کے نبی کریم کی طرف جھوٹ منسوب کرناایسا کفر ہےجو دین سے نکال دے اس میں کوئ شک نہیں کسی نے جان بوجھ کر اللہ عزوجل اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھا اس لئے کے حرام کو حلال کردے یا حلال کو حرام کردے تو محض کفر ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹ منسوب کرنے کے کفر ہونے میں اختلاف اس صورت میں ہے جب وہ حلت و حرمت میں نہ ہو

مذکورہ بالا تصرحات سے معلوم ہوا وضع حدیث انتہائ کبیرہ گناہ ہے لیکن اس کی تکفیر سے احتراز کیا جائے گا البتہ اسے توبہ کی تلقین کی جائے گی ہا اگر دین میں تبدل و تغیر حلال و حرام کو بدلنے کے لئے عمدا حدیث وضع کرے تو یہ کفر ہے

(خاتمہ)

الحمداللہ عزوجل اللہ کے کرم سے اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت سے میری یہ کتاب مکمل ہوئی

آخر میں قارئین کرام سے مودبانہ عرض ہے کہ اس تحریر کا مکمل مطالعہ کرنے کے بعد اگر کسی کے ذہن میں کوئی سوال پیدا ہو یا کسی کو کوئی بات درست معلوم نہ ہو تو وہ بلاجھجک ہم سے رابطہ کریں ممکنہ صورت میں سائل کو اطمینان بخش جواب دینے کی کوشش کریں گے اور اگر ہم اپنی کسی غلطی پر مطلع ہوئے یا ہمیں اپنی کسی رائے میں یا تحقیق میں کمزوری نظر آئی تو بغیر کسی شرم و تاخیر کے ہمیں آپ حق کی طرف رجوع کرنے والا پائیں گے

ان شاء اللہ تعالی

اللہ کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ میری اس کتاب کو مقبولیت عطا فرمائے اور اس کتاب کو میری اور میرے والدین کے لیے باعث نجات بنائے اور میرے دوست و احباب کی مغفرت فرمائے

وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم و بارك علی حبیبه محمد وعلیٰ آلہٖ و اصحابہٖ وازواجه وذریاته واہلبیته و علماء ملته و اولیاءامتی وابنیه الکریمین الغوث الاعظم الجیلانی وسلطان الهند خواجه معین الدین الچشتی و من تبعهم باءحسان الی یوم الدین

فقط اسیر بارگاہ امام اعظم ابو حنیفہ

محمد دانش حنفی

مقیم حال ہلدوانی نینیتال